مدینۃ المسیح

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح خدا کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ جلسہ پر حضور کے فیوضات سے مستفیض ہونیوالوں کو مبارک ہو +

اہل بیت

حضرت ام المومنین وہر سہ صاحبزادگان خیریت سے ہیں۔ صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے صبح کے درس میں وانا لحن نذ خلہ حتی یخرجوا منہا پر تقریر فرمائی۔ کہ اس میں احمدی جماعت کے لئے عبرت ہے حضرۃ موسیٰ کا چند بیچیروں کو ساتھ لیکر دشمن سے مقابلہ کا عزم بتاتا ہے کہ تمام قوت ایمان میں ہے۔ جیسے انھوں نے کہا۔ کہ جبتک سارا دشمن نکل نہ جائیگا ہم نہیں جائینگے۔ ایسے ہی اگر احمدی کہیں گے کہ ہم اپنی احمدیت یا احمدیت کے بعض مسائل کا اظہار اسوقت کرینگے۔ جب گاؤں کے جبار اپنے موجودہ خیالات سے نکل جائیں گے ان جبار وں کے جاہ وجلال سے ڈر کر یا اپنے ملکی حقوق کی خاطر ان میں ملکر کام کرینگے تو یاد رکھیں انکی ترقی چالیس سال پیچھے جا پڑیگی +

دار العلوم

بورڈنگ کے صدر دروازہ کے اوپر جو عمارت ہے اس کے ساتھ شمال وجنوب پر جو ہے بنوائی جائے ہیں۔ تا کہ دو ملازم بورڈنگ معہ اہل خانہ وہاں رہ سکیں یہ تجویز قابل نظر ثانی ہے۔ اور اسمیں کئی قباحتیں ہیں عمارت کی خوبصورتی میں بھی فرق آجائیگا۔ اور چونکہ وہ کمرے گھر کی رہائش کے مطابق نہیں بنے تھے۔ اس لئے ان میں کچھ تغیر کرنا پڑیگا +

۱۶ و ۱۷ نومبر کو انگلستان کے چند نو مسلموں کی خوشی میں مدرسہ میں رخصت ہوئی +

ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ

اس دفعہ سالانہ کھیلوں کے لئے اجتماع بٹالہ میں ہوا۔ ہمارے سکول کا ایک لڑکا بیچارہ گر پڑا سخت چوٹ آئی۔ ضرورت ہے کہ یہ سڑک بہت جلد بنوائی جائے۔ ورنہ خطرہ جان ہے۔ پانچ ہائی سکول اس میں شامل تھے۔ قادیان۔ اے ایل او۔ ایم۔ بی بٹالہ۔ گورداسپور۔ ڈیرہ نانک۔ بدھ کے روز ہمارے سکول نے گورداسپور کی ٹیم پر ۶ گول فٹ بال میں کئے۔ دوسرے دن ہاکی ایم بی ہائی سکول بٹالہ سے ہوئی جس پر ہمارے سکول کی ٹیم نے ۶ گول کئے۔ پھر فٹ بال فائینل اے ڈی او سے ہوا۔ ہمارے سکول کی ٹیم نے ۵ گول کئے۔ پھر ہاکی اے ایل او سے ہوئی جس پر ہمارے سکول کی ٹیم نے ۵ گول کئے۔ ہفتہ کے روز گورداسپور سے ہاکی فائینل ہوا جس پر ہمارے سکول کی ٹیم نے ایک گول سے فتح پائی۔ فالحمد للہ۔ مولوی فضلدین صاحب نے مہمان نوازی میں بہت امداد دی۔ دعا ہے کہ جسطرح ہمارے بھائیوں نے ان کھیلوں میں جو آجکل کسی قوم کی زندگی و وسیع الاخلاقی کا ثبوت ہیں انہماک واشتغال دکھایا۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر دینی امور میں دکھائیں +

متفرقات

مدرسہ احمدیہ میں ۲۱ دسمبر سے ۳۱ دسمبر تک تعطیلیں دی گئیں۔ ہائی سکول غالباً ۲۴ سے صرف ایام جلسہ کے لئے بند ہوگا +

مہمان آنے شروع ہو گئے ہیں۔ بابو محمد رشید خان صاحب گوجرات۔ اور دوالمیال سے منشی فتح علی صاحب کئی مستورات بارادہ شمولیت جلسہ آچکے ہیں۔ اس کے علاوہ ۵۰ کے قریب مہمان آئے +

(رپورٹر)

ممالک غیر

برطانیہ کی طرف سے یہ تجویز دول کے روبرو پیش کئے جانے کی خبر آئی ہے۔ کہ ایجین کے جن جزائر پر یونان اس وقت متصرف ہے وہ اسی کے قبضہ میں رہنے دیئے جائیں۔ اور جزائر ایمبروس ٹینیڈوس ٹرکی کو دلائے جائیں۔ نیز یونان کو علاقہ البانیہ کے خالی کرنے کی بابت مزید مہلت دی جائے۔ اور اٹلی جب اپنے مقبوضہ جزائر ٹرکی کو واپس کرے۔ تو ان کی اندرونی آزادی کی ضمانت لیلے +

(لنڈن ۱۹ دسمبر) جزائر ایجین کے متعلق برٹش تجاویز سے ٹرکی نہایت ناراض ہے۔ اور مصر ہے کہ وہ جزائر مثلاً چیوس اور مٹیلین جو براعظم ایشیا کے سامنے ہیں۔ ٹرکی کو ضرور واپس ملنے چاہئیں +

(قسطنطنیہ ۱۹ دسمبر) پیرس میں تغیر وزارت کی وجہ سے مجوزہ ترکی قرض میں توقف واقع ہونے کے باعث ترکی خزانہ کی پریشانی روبہ ترقی ہے +

(مرٹزبرگ ۱۸ دسمبر) ہندوستانیوں کے ایکے کی کمیٹی رپورٹ کرتی ہے۔ کہ میسرز گاندھی پولک اور کالنیباخ رہا کر دیئے گئے۔ جو گورنمنٹ سے مشورہ کرنے پریٹوریہ جارہے ہیں +

(پریٹوریہ ۱۸ دسمبر) کمیشن تحقیقات کا اجلاس آج شروع ہوگیا۔ تحقیقات علانیہ کھلے دروازوں سے کیجائے گی اگر گورنمنٹ ہند بھی چاہے تو اس کی طرف سے بھی پیروکار پیش ہوسکتا ہے۔ کمیشن کا آئندہ اجلاس ۱۳ جنوری کو ڈربن میں ہوگا +

(لنڈن ۱۷ دسمبر) کل شام اولڈہم میں ۳۰ ہزار آدمیوں کے ہجوم نے طرفہ کارروائی کی۔ چونکہ مسٹر میکگنا نے ایک ایسے ڈیپوٹیشن کی ملاقات سے انکار کردیا تھا۔ جو ایک کتب فروش کی قاتل کی جان کا خواہاں تھا۔ اس لئے مجمع مذکور نے پولیس پر پتھر برسائے۔ جس نے ہجوم کو منتشر کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ بہت سے آدمی گرفتار ہوئے +

بہت سے لوگ سات میل قطع مسافت کر کے مانچسٹر جیل تک پہنچے۔ جہاں قاتل کو پھانسی دیجانیوالی تھی۔ پولیس کی معقول جمعیت نے آس پاس کے بازاروں کو ہجوم سے صاف کردیا۔ قاتل نے استقلال سے جان دیدی +

(نیوکیسل کلارڈو ۱۷ دسمبر) کان دلکن میں کوئلہ کی خاک بھڑک اٹھنے سے ۱۰ آدمی ہلاک ہوئے +

بندرگاہ لنڈن کی طرف سے چار فیصدی پر ایک ملین پونڈ قرض کا اعلان شائع ہوا ہے +

(لنڈن ۱۷ دسمبر) سرایڈورڈ گرے نے السٹر میں ہوم رول پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اب تک بتراضی فریقین سمجھوتے و تصفیہ کی کوئی صورت نہیں نکلی۔ میں اسوقت تک لیڈروں کی باقاعدہ کانفرنس کا خواہشمند نہیں۔ جب تک کہ یہ واضح نہ ہو جائے کہ مخالفین مسئلہ ہذا کے تصفیہ پر آمادہ ہیں +

(برلن ۱۵ دسمبر) گرینڈ ڈیوک آف سیکس برگ شورن کے تاریخی قلعہ کا ایک تہائی حصہ جل گیا۔ گرانبہا فرنیچر تصاویر اور قیمتی پردے و دیوار گھڑیاں جل گئیں +

(لنڈن ۱۸ دسمبر) ہوم سیکرٹری نے لنڈن کے پانچ ہزار پولیس مینوں کی تنخواہ میں اضافہ منظور کیا ہے۔ یہ اضافہ امید ہے کہ انگلستان میں عام پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائیگا +

(لنڈن ۱۸ دسمبر) مسٹر ایلن اوسٹلر کو جو ڈیلی ایکسپرس کا سمالی لینڈ میں خاص نامہ نگار ہے ممنوع اضلاع میں مسلح سفر کرنے کے جرم میں ۳۰۰ پونڈ جرمانہ یا دو ماہ قید کی سزا ہوئی مسٹر اوسٹلر نے جرمانہ ادا کرنے سے انکار کردیا +

خدیو مصر نے چار گھوڑوں کے لئے زین قیمتی ۲ ہزار پونڈ ولایت سے منگوائی +

ہندوستان کی خبریں

ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے نے تمام ٹکٹوں پر گورمکھی حروف میں سٹیشنوں کے نام درج کردئے +

امپیریل کونسل کا آئندہ اجلاس ۸ جنوری کو دہلی میں منعقد ہونے والا ہے امید کہ اس اجلاس میں پریس ایکٹ پر معرکۃ الآراء تفصیلی بحث کی جائیگی +

گورنمنٹ پنجاب نے پولیس کے تمام افسروں اور اہلکاروں کے نام ایک عام حکم جاری کیا ہے۔ کہ کرپان کے متعلق کسی سکھ سے جس کے کرپان ہو۔ مواخذہ نہ کیا جائے +

ریاست میسور سے جو جدید معاہدہ ہوا ہے۔ اس کے رو سے دربار میسور ۳۵ لاکھ روپیہ سالانہ دو قسطوں میں بیرونی تحفظ کے لئے ادا کیا کریگا + اور موجودہ طریق انتظام میں کوئی تبدیلی بغیر منظوری حضور گورنر جنرل نہ لائی جائیگی +

بہاولپور میں ۵ ہندوؤں پر مقدمات سڈیشن قائم ہیں ملزموں کی ضمانت نامنظور +

فساد قندہار میں امیر کابل نے تسلیم کرلیا کہ درانی قوم کے لوگوں نے بہت تنگ آکر فساد کیا تھا +

۱۷ دسمبر مسٹر وزیر حسن و مسٹر محمد علی بخیریت بمبئی پہونچ گئے ہیں +

خلیل خالد بے ترکی قنصل جنرل ۴ جنوری کو جامع مسجد دہلی کے لئے عطیہ سلطانی قالین پہنچائیں گے +

جعفر یوسف سابق مینیجر کریڈٹ بنک آف انڈیا بمبئی جمعہ کے سہ پہر کو اپنے سالیسٹر کے دفتر میں ایک لاکھ روپیہ کی خیانت مجرمانہ کے الزام میں گرفتار ہو کر ڈپٹی کمشنر صیغہ تحقیقات جرائم فوجداری کے دفتر میں پیش کیا گیا +

تعطیلات کرسمس ۲۴ دسمبر سے یکم جنوری ۱۹۱۴ء تک جن میں یہ دونوں دن بھی شامل ہیں۔ سرکاری دفاتر و محکموں میں ہونگی +

گزشتہ پندرہ دنوں میں بنگال میں۔ ۱۱ تازہ ڈکیتیوں کی رپورٹ ہوئی ہے۔ فرید پور میں ۴۔ اور بنکورہ بردوان۔ راجشاہی۔ پبنہ جیسور اور جلپیگوری میں ایک ایک واردات ہوئی۔ فرض کیا جاتا ہے کہ ڈاکو ادنیٰ درجہ کے مسلمان و ہندو ہیں +

اب کی دفعہ ولائتی ڈاک کے جہاز کو ہندوستان آتے ہوئے سمندر میں طوفان سے سابقہ پڑا۔ اس لئے ڈاک بجائے جمعہ کے ہفتہ کو بمبئی پہونچی +

نواب صاحب سچین کی بیگم فاطمہ سلطان جان بیگم نے گذشتہ ۱۵ دسمبر کی شب کو بمبئی میں اپنی والدہ کے بنگلہ حشمت محل میں وفات پائی +

افواج مقیم لاہور کی پریڈ بتقریب اعلان شہنشاہی یکم جنوری کو ۱۱ بجے دن کے چھاؤنی میں منعقد ہوگی +

۷ دسمبر کو کلکتہ میں گورنر بنگال اور ایک متقدر مجمع کی موجودگی میں سر چارلس بیلی لفٹننٹ گورنر بہادر اوڑیسہ نے کلائو کے بت کو بے نقاب کیا۔ اس کے ساتھ ہی وکٹوریہ میموریل کی تصاویر و مجموعہ نوادر و عجوبہ اشیاء کا بھی جو بلویڈیر میں منتقل کیا گیا ہے۔ پبلک کے لئے افتتاح ہوا +

پرنس یوسف کمال جو خدیو مصر کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ایک ماہ کے سیر و شکار کے لئے یکم جنوری کو بمبئی پہونچیں گے۔ یہ جنوبی ہند سیلون و کلکتہ کے علاوہ ممالک متوسط یا وسط ہند کی بھی سیاحت فرماویں گے +

ڈپٹی ظفر خاں صاحب کی تبدیلی! ہم یہ خبر بڑے افسوس سے لکھتے ہیں کہ جناب خان صاحب بٹالہ سے تبدیل ہو کر راولپنڈی ڈویژن میں لگائے گئے ہیں۔ اور ۲۳ یا ۲۴ دسمبر کو بٹالہ سے روانہ ہونگے۔ خانصاحب بڑے منصف مزاج اور عادل حاکم ہیں۔ آپ اپنے فرض منصبی کو خوب ادا کرنے کے عادی ہیں۔ باشندگان ضلع گورداسپور آپکے حسن سلوک اور ملائمت سے بڑے خوش رہے ہیں اور آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان - مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۳ء بروز بدھ

انتہا پسند اور اعتدال پسند گروہ

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان تعجیل کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ خلق الانسان من عجل یعنی انسان بہت جلد باز ہے۔ گو کہ لفظی معنے اس آیت کے یہ ہیں۔ کہ انسان کو جلد بازی سے بنایا گیا ہے۔ یعنی وہ مادہ جس سے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا نام جلد بازی ہے مگر دراصل یہ ایک محاورہ ہے۔ اور عربی زبان میں جب کسی بات پر زور دینا ہو۔ تو اس کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ خلق من فلاں فلاں چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ فلاں صفت اس میں بہت پائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خلق الانسان من عجل انسان میں جلد بازی کی بہت عادت ہے۔ کوئی بات ہو۔ اُسے فوراً طے کروانا چاہتا ہے۔ ان ھؤلاء یحبون العاجلۃ ویذرون وراءھم یوما ثقیلا۔ یہ لوگ جلدی کے نفع کو پسند کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں دیکھتے۔ کہ اسکا نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا اور انجام کار ان نتائج پر جو ہمارے افعال سے مرتب ہونگے ہمیں پچھتانا پڑے گا +

اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں اس جلد بازی سے سخت روکا ہے۔ اور بار بار فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک کام اطمینان سے اور سہولیت سے کرو۔ جلد بازی سے کام نہ لیا کرو۔ بعض کام ابتداء میں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور انسان سمجھتا ہے کہ اگر میں ان میں کامیاب ہو گیا تو مجھے بڑے بڑے نفع ملیں گے۔ اور میں عزت پاجاؤنگا۔ اور میری شہرت ہو جائیگی۔ اور اپنے دشمن پر غالب آجاؤنگا۔ لیکن بعد میں نتیجہ بد نکلتا ہے۔ اور بجائے لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ اور بجائے نفع کے ضرر ہوتا ہے۔ اسلئے دانائی یہی ہے۔ کہ انسان وہی راہ اختیار کرے جسکے آخر میں کامیابی ہو جیسطرح پھینسی کی شکل بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور بہت چمکدار ہوتی ہے مگر اس کے اندر پیپ ہوتی ہے۔ اسیطرح بعض امور بظاہر نہایت خوبصورت اور مثمر ثمرات شیریں معلوم دیتے ہیں مگر دراصل نہایت قبیح اور نتائج بد کے پیدا کرنیوالے ثابت ہوتے ہیں +

اسوقت ہندوستان کے مسلمانوں میں دو گروہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اپنے مطالبات کو خوب زور سے پیش کرو۔ اور کانگریسی پارٹی کے ساتھ ملکر کام کرو۔ اور دوسرے وہ ہیں۔ جنکا خیال ہے۔ کہ حکام گورنمنٹ سے ملکر کام نکالنے میں زیادہ سہولیت ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ انھیں دبا کر کام نکالا جائے۔ اور بجائے اس کے کہ ہندوؤں سے ملکر کام کیا جائے۔ ان سے علیحدگی مسلمانوں کے لئے بہت مفید ہوگی۔ ان دونوں گروہونکی آجکل بہت لے دے ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک فریق دوسرے کو زیر کرنا چاہتا ہے۔ اور قوم میں بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے

چونکہ الدین النصح ہمارا مذہب ہے اور امر بالمعروف ہمارا کام ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر ہم بھی اپنی رائے دیئے بغیر نہیں رہ سکتے اول تو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک کانگریس اور مسلم لیگ دونوں بیفائدہ ہیں اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اسلام نہ کانگریس کے اصولوں پر کوئی مجلس بنانیکی اجازت دیتا ہے نہ مسلم لیگ کے طریق عمل کا جو ہے اسلام کی سیاست ہی اور ہے۔ اور وہ یہ کہ رعایا کو حکام کا مطیع و فرمانبردار رہنا چاہئے۔ اور بجائے مدمقابل بنکر اس سے مطالبات کرنے اور حقوق کے دعویدار ہونے کے وہ یہ پسند کرتا ہے کہ جسے کوئی تکلیف ہو وہ اسے ذاتی طور پر حکام کی خدمت میں پیش کردے یا ڈیپوٹیشن اور میموریل کے ذریعہ فیصلہ کرالے عوام کو جو حقیقت امر سے اکثر معاملات میں ناواقف ہوتے ہیں۔ جوش دلانا اور گورنمنٹ کے کام پر نکتہ چینی یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ اسکا ثبوت قرآن و احادیث سے دے سکتے ہیں خود اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود نے اسی بات پر عمل کیا ہے۔ اور اسی پر اسلام کو چلنے کا حکم دیا ہے چنانچہ مسلم لیگ جو ابتداء ایسے اصول پر چلائی گئی تھی۔ جو حکام کے نزدیک بالکل درست اور صحیح تھے۔ مگر پھر بھی حضرت مسیح موعود سے جب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرما دیا۔ کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ انجام اس مجلس کا اچھا نہ ہوگا۔ اور اس کے مطالبات ترقی کرتے جائیں گے۔ اور یہ اپنی اس حالت پر نہ رہیگی اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس خدا کے مامور کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں مسلم لیگ اپنا مطمح نظر بہت دور تک وسیع کر چکی ہے اور اسکے مطالبات کانگریس کے مطالبات سے اکثر حصوں میں مشابہ ہو گئے ہیں اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلم لیگ اپنے نام میں مسلم ہونیکی وجہ سے اپنے مطالبات میں مسلمانوں کے فوائد کا زیادہ خیال رکھتی ہے۔ اور کانگریس ایک بین الاقوامی مجلس ہونے کے لحاظ سے بظاہر عام مگر دراصل ہندوؤں کے مفید مطلب مطالبات کو پیش کرتی ہے۔ مگر نوعیت مطالبات اب قریب قریب ایک ہی ہو گئی ہے پس ہمارے نزدیک تو دونوں کا کام لغو ہے۔ نہ مسلمانوں کو اسمیں داخل ہونا چاہئے اور نہ اس میں

مگر موجودہ صورت واقعات کو مدنظر رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کانگریس کے حامی بہت عجلت سے کام لے رہے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق کے بعد گورنمنٹ پر ہمارا دباؤ ہو جائیگا۔ اور ہم جسطرح چاہینگے کام کروا لینگے۔ اور یہ خیال انکا بالکل غلط اور بیہودہ ہے۔ اور انجام میں نہایت ناکارہ ثابت ہوگا + ہم ہندو مسلمانوں کے اتفاق کو پسند کرتے ہیں۔ مگر اسکے صرف یہ معنی ہیں کہ یہ دونوں قومیں آپس میں لڑائی جھگڑے سے محترز رہیں اور چونکہ ایک ہی ملک میں رہنا ہے ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ مگر ہم ساتھ ہی یہ جانتے ہیں کہ سیاسی طور سے دو قوموں کے قوایہ کو یکجا کر دینا بجائے فائدہ کے نقصان رساں ہوگا۔ اسوقت جو لوگ اعتدال پسند کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے اپنے مطالبات کے متعلق جلد بازی سے نہیں پیش آتے انکے دوستوں میں بھی کئی ہندو ہونگے اور ہیں پھر یہ کیونکر مان لیا جائے کہ ایسے لوگ اتحاد کے خلاف ہیں۔ سیاسی نقطہ خیال میں جدائی اور علیحدگی تمدنی میل جول کے مخالف نہیں باہمی اتحاد کے منافی ہیں پس باوجود ہندوؤں سے اتحاد کی ضرورت کو جانتے اور سمجھنے اور ماننے کے ہم اسی بات کو زیادہ مفید سمجھتے ہیں کہ مسلمان آج سیاسی حقوق میں الگ رہیں بلکہ اس علیحدگی میں باہمی صلح کی زیادہ امید ہے کیونکہ اشتراک میں ہمیشہ ایک فریق دوسرے فریق پر غالب آنا چاہتا ہے۔ لیکن جب افتراق ہو جائے تو ہر ایک اپنے اپنے نفع کا خیال رکھتا ہے دوسرے کو اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کرنے اور خواہ مخواہ کا کوئی عذر تراش کر آمادہ پیکار ہونیکا موقعہ نہیں ملتا پس موجودہ صورت میں افتراق اشتراک سے زیادہ مفید اور باعث اتحاد ہے۔ باقی رہا گورنمنٹ کا معاملہ سو جن معاملات میں گورنمنٹ کو یہ یقین ہو جائے کہ اسکے کسی فعل سے رعایا کو نقصان پہنچا ہے یا بعض حصہ رعایا کو تکلیف ہے تو وہ خود اس نقصان کو دور کرنے پر آمادہ رہتی ہے اور الحمد للہ کہ باشندگان ہند ہر طرح کے امن اور آرام میں گذارہ کر رہے ہیں۔ پس باوجود گورنمنٹ کی اس نیک نیتی اور مستعدی کے پھر دباؤ ڈالنے یا اسکے خلاف ایجیٹیشن پھیلانے کی تحریک کسی صورت میں بھی موزوں نہیں ہو سکتی۔ مگر چونکہ اتحادی پارٹی نوجوانوں سے مرکب ہے۔ اسلئے اسکی زبان بھی دوسری پارٹی کی نسبت زیادہ تیز ہے اور وہ عجلت سے ملک کی رائے کو جو جوشیلی تحریک سے فطرتاً متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اپنی مطلب کے موافق کر لیتی ہے بعد ان لوگوں کو جنکی عمریں سیاست میں خرچ ہو گئی ہیں بیوقوف دور اندیش اور نہایت سخت گندہ اور قابل شرم الزام لگاتی ہے ہمارے خیال میں یہ سب نقص بنیاد سے شروع ہوا ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج ؛ تا ثریا میرود دیوار کج + اگر ابتداء ہی ان امور پر غور کیا جاتا تو یہ نوبت کیوں آتی بہتر اور مفید طریق وہی تھا جو حضرت صاحب نے بتایا۔ کہ ایسے موقعے ہی پیدا نہیں کرنی چاہئیں جنکی وجہ سے نوجوان طبیعتیں جوش میں آجائیں اور صراط مستقیم سے پھر جائیں۔ اگر یہ لوگ ابتداء سے اس نقص کا خیال کرتے تو آج انکے دل اور سینے ان سہام ملامت کے ہدف نہ بنتے

کس نیاموخت علم تیر از من ؛ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اب جو فنون سیاسی نوجوان ماہر ہوئے ہیں پہلے اپنے گھر میں تجربہ کرلیں پھر باہر فیروز مندی سے انکا استعمال کریں ایسا نہ ہو کہ باہر جاکر انہیں کوئی نقص ثابت ہو + علیگڑھ کالج کو جو ایک تعلیمی مرکز تھا مسلم لیگ کا ہیڈ کوارٹر بنا کر اور سکریٹری کالج کو ایک مدت سیاست کا معاملات میں منہمک کرکے اس تعلیمی کام کو جو ایک حد تک پیدا کر ساتھا تباہ کر دیا گیا ہے

الاخبار والآراء

انگلستان میں اسلام

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ شمع نبوت کا اُجالا مغرب کی تاریکی میں پھیلتا جاتا ہے۔ اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک یہ خوشخبری لائی ہے۔ کہ لارڈ ہیڈلے (جنکا اسلامی نام سیف الرحمٰن شیخ رحمت اللہ فاروق رکھا گیا ہے) کے بعد:

۱۔ دائی کونٹ ڈی سیپرادٹ۔ بلجیم ایک فرانسیسی نواب زادے جنکا اسلامی نام عبد اللہ ہے ۔

۲۔ مس للی رنیسم ایک متوسط طبقے کی عیسائی خاتون اسلامی نام فاطمہ ۔

۳۔ کپتان سٹنلے مارگریٹ۔ اسلامی نام عبد الرحمٰن ۔

۴۔ مسز کلفورڈ ایک بیوہ خاتون جس کے چار بچے بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اسلامی نام عائشہ ۔

ان چار اور نے اعلان اسلام کیا۔ لارڈ ہیڈلے نے یہ جو کہا۔ کہ علانیہ طور پر مذہب اسلام قبول کرنے میں میں نے اپنے گذشتہ ۲۰ سال کے عقائد کو خیر باد نہیں کہا نہ میں نے چرچ آف انگلینڈ کو جس میں میری تربیت ہوئی تھی۔ ترک کرنے کے متعلق کوئی عملی کارروائی کی ہے ۔

اور یہ کہ اسلام اور عیسائیت دو توام بہنیں ہیں۔ جن کے اختلافات محض فروعی اور لفظی ہیں۔ جو ناقابل التفات ہیں۔ اور میں اپنے آپ کو اس حالت میں بہتر عیسائی پاتا ہوں۔ اس سے انگلستان میں تو شور وشر مٹ گیا۔ مگر ہندوستان میں اس پر بحثیں شروع ہو گئی ہیں۔ بہتر ہے کہ فی الحال ایسی بحثوں کو ترک کر کے رکھ دیا جائے۔ اور اعلاء کلمۃ اللہ میں مساعی ہوں۔ اگر انشاء اللہ ہوا تو عنقریب یہ سب باتیں صاف ہو جائینگی۔ ابتدا میں بہت سی مشکلات ہوتی ہیں۔ اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے۔ کہ اس میں داخل ہونے والا اپنے مقتدا نبی علیہ السلام پیشوا کو چھوڑتا نہیں۔ بلکہ اسے اصلی رنگ میں دیکھتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیت یا ہندوئیت ایسی نہیں۔ کہ اسلام اس کی شاخ بن سکے۔ اور اسلام کے پیرو اس کا ایک فرقہ قرار دئے جاویں ۔

خدام کعبہ اور علیگڈھ کالج

انجمن خدام کعبہ کے متعلق ہم اپنی رائے ایک دو نوٹوں میں ظاہر کر چکے ہیں۔ کعبہ کی خدمت اگر ہے تو یہ کہ کعبہ کے جواہرات جن کو اس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام نے ازسر نو پھر جلا دیئے ہیں کی حفاظت کی جائے۔ اور اشاعت اسلام کو دنیا کے تمام کاموں سے مقدم سمجھا جائے۔ اور اپنے مالوں کا ایک حصہ اس راہ میں خرچ کیا جائے۔ اور اپنے آپ کو کتاب و سنت کی پیروی کا اعلیٰ نمونہ بنایا جائے۔ باقی رہی حفاظت کعبہ سو یہ یقیناً ایک سیاسی بات ہے۔ یہ مسلمانان ہند کے بس کی بات نہیں اور نہ ایک روپیہ فی کس سے کوئی ایسی معتدبہ رقم بن سکتی ہے جس سے کسی ایسی سلطنت کا مقابلہ ہو سکیگا۔ جو خدانخواستہ کعبہ پر قبضہ کرنے کا قصد کریگی۔ جو مسلمان اپنی کم استعدادی یا دیگر وجوہات سے ہمسایہ قوم سے برابر کے حقوق نہیں لے سکتے وہ کعبہ کی حفاظت کیا کرینگے۔ ایسے پرجوش نوجوان اگر اپنے کعبہ ہائے دل ہی کو بیرونی تاثرات کے اصنام سے پاک رکھ سکیں تو غنیمت ہے۔ ہماری رائے میں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب قائم مقام پرنسپل علی گڈھ کالج نے بہت اچھا کیا۔ جو طلباء کے خدام کعبہ میں داخل ہونے پر نوٹس لیا۔ کیونکہ ایسی انجمن میں داخل ہونا جس کے انعقاد سے بہ نسبت نقصانات کے بہت کم فائدہ کی امید ہو۔ اور جس سے حکام کو خواہ مخواہ غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ خطرے سے خالی نہیں۔ طلباء کو سیاسیات سے بالکل الگ رہنا چاہیئے۔ نواب حاجی محمد اسحٰق خان صاحب کی پالیسی اگرچہ ایکسٹریمسٹ طبائع کو پسند نہ ہو۔ مگر ہمارے نزدیک باعتبار اعتدال کے قابل تعریف ہے۔ لڑکوں کی اس دہمکی کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ کالج چھوڑ دینگے ۔

بیروت کے ایک گرجا میں عید کی نماز

بیروت کے پراٹسٹنٹ کالج کے مسلمان طلباء نے جن کی تعداد دو سو کے قریب تھی۔ اور جن میں مصری۔ ہندوستانی۔ شامی۔ ایرانی شامل ہیں۔ عید کی نماز کالج کے گرجا میں ادا کی۔ اور سیرو تی نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ بعض مسیحی معززین بھی نماز ادا کرنے کے وقت گرجا میں موجود رہے۔ اور ڈاکٹر دانیال نے مسلم طلباء کو اتباع تعلیم قرآن کریم و تقلید سنت خلفاء راشدین کی ترغیب دی ۔

یہ مذہبی رواداری قابل تعریف ہے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی گہری مصلحت نہ ہو۔ جس کا انکشاف بعد میں ہو۔ افسوس کہ غیر مسلموں میں تو یہ وسعت قلب ہو۔ اور ہمارے کلمہ گو بھائی ان لوگوں کو جو اللہ۔ ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ الیوم الآخر قدر خیر و شر البعث بعد الموت پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہوں اپنی مسجدوں میں نماز تک پڑھنے دیں۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا ۔

چین و جاپان میں اسلام

زمیندار لکھتا ہے کہ چین میں پانچ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ اور وہ اسلامی غیرت اور قومی جوش میں نمایاں پارٹ لے رہے ہیں۔ ترکی کے بحری فنڈ میں انھوں نے سات کروڑ چندہ دیا ہے۔ اور جاپان کا ایک سربرآوردہ خاندان مشرف بہ اسلام ہونے والا ہے۔ اور جاپانی پارلیمنٹ کے دو تین ممبر بھی اسلام قبول کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ اسلام تو بوجہ اپنی خوبیوں کے ہر فہیم و سلیم الطبع انسان کا مذہب ہوگا۔ مگر افسوس کہ اسلام کے مبلغ بہت کم ہیں۔ اور جو ہیں وہ پالٹیکس میں دخل شروع کر کے وہاں کی قوم سے ایک نقار پیدا کر لیتے ہیں۔ اور ممبران کی توجہ اشاعت اسلام کی بجائے دیگر امور کی طرف لگ جاتی ہے۔ مذہب پھیلانے والا مذہبی دیوانہ ہونا چاہیئے۔ اور اسے کسی اور بات سے کوئی غرض نہ رکھنی چاہیئے۔ جاپان سے اسلامی اخبار بھی نکلنے لگا تھا۔ اور غالباً اب بھی ہے۔ مگر بوجہ غیر مشروع سیاست کے اس کا داخلہ ہندوستان میں بند ہو گیا۔ مبلغین کو تو بہت ہی احتیاط چاہیئے۔ حضرت مسیح ایک مذہبی واعظ تھے۔ وہ بھی خدا کے مقرر کردہ یہودیوں نے انہیں اس الزام میں گرفتار کروایا۔ کہ بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ آخر صلیب پر چڑہوا کے چھوڑا ۔

چھوت کا بھوت

ہندوؤں میں کئی ایک ایسے رسوم ہیں۔ کہ اب خود انہی میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو ان کو ناپسند کرتے ہیں۔ چھوت کے خلاف بھی اب کوششیں ہونے لگی ہیں۔ مگر بڑھا سناتنی مہاشہ عام لکھتا ہے۔ کہ ”اگر کسی جادوگر منتری نے اپنے منتر کے زور سے اس چھوت چھات کے بھوت کو سمندر میں پھینکنے یا کوہ ہمالہ سے گرانے اور آگ میں جلانے کی تجویز کی۔ تو بھوت تو بیشک نکل جائیگا۔ مگر چھوت چھات کے دور ہوتے ہی ہندو دہرم کی صفائی ہو جائیگی اور نائیوں کی برات سب نوے ہی نوے نظر آئیں گے“۔

شکر ہے کہ چھوت چھات کی فلاسفی تو معلوم ہو گئی کہ لاماس کی یادگار ہے۔ سچا دہرم چھوئی موئی کی بوٹی کی طرح نہیں ہوتا بلکہ اس کی جڑیں پاتال تک پہنچی ہوتی ہیں۔ اور شاخیں آسمان پر۔ ہم مہاشہ کو ایسا منتر مفت بتا سکتے ہیں جس کے پڑہنے سے یہ بھوت آئندہ دکھائی نہ دے ۔

ماں کا قاتل

اسلام میں والدین کا احترام یہاں تک مقصود ہے کہ لا تعبدوا الا ایاہ کے بعد وبالوالدین احسانا فرمایا۔ اور جبڑ کنا یا مارنا تو کجا ان کے سامنے اُف تک کرنے کا حکم نہیں۔ مگر آجکل ایسا زمانہ آگیا ہے۔ اور لوگ تعلیم اسلام سے اسقدر دور ہیں۔ کہ وہ جن کے نام

اصلاحی نام ہیں۔ اُن میں سے ایسے بھی نااہل ہیں جو اپنی ماں کو قتل کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں ایک نوجوان سیالکوٹی نے اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ جسے پھانسی کا حکم مل گیا۔ یہ اخلاق و مذہبی تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اگر ماں باپ کے حقوق اسے جتلائے جاتے اگر اُسے ابتداء سے بُری صحبتوں سے بچایا جاتا۔ تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ ✦ ✦

ذیلداروں کا تقرر

پنجاب کی ایک تجویز بڑے نہایت متانت سے برقت پیش کی گئی ہے۔ کہ ذیلداروں کا تقرر انتخاب سے ہو۔ واقع میں ذیلداری یا نمبرداری۔ خاندانی ورثہ کے طور پر اب نقصان پہنچا رہی ہے۔ اگر بعض مصالح سے یہ خاندانی ورثہ ہی کے طور پر رکھی جاتی ہو۔ تو آئیندہ کے لئے کم از کم تعلیم یافتہ ہونے کی شرط لگا دینی چاہئیے۔ نمبردار یا ذیلدار اپنا یہی فرض سمجھتا ہے۔ کہ معاملہ کو بروقت پہنچا دیں۔ یا کوئی حاکم آئے۔ تو اس کی رسد رسانی کر دے۔ حالانکہ اس کے ذمے اور بہت سے کام ہیں جن کی طرف توجہ تو درکنار غالباً انکو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ہمارا فرض بھی ہے یا نہیں۔ کئی خاندان ایسے ہیں۔ جو پہلے کسی زمانہ میں بہت مقدروں پر تھے۔ اس لئے سرداری ان کی شان کے شایاں تھی۔ مگر اب بوجہ نالائقی و قرض کے ان کی حالت بدتر سے بدتر ہو رہی ہے ✦

بعض جرائم پیشہ کی پشت و پناہ بن کر اپنی قوت لایموت حاصل کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر پانچسال کے بعد ذی وجاہت خاندانوں سے نیا انتخاب ہو۔ تو بہت بہتر مگر مسئلہ مشکل یہ ہے۔ کہ یہ انتخاب کس طرح ہو۔ دیہاتی جہال ہیں اپنے حقوق کی اسقدر شناخت نہیں۔ کہ وہ وقت پر دباؤ میں نہ آجاویں۔ تاہم کوئی بہتر انتظام انتخاب کے بارے میں ہو تو سکتا ہے جس کے لئے فی الحال ہماری رائے محفوظ ہے ✦

مسلم لیگ

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ۴۸ جدید ممبر منتخب کئے گئے ہیں۔ جس کی نسبت بعض اہل الرائے کا خیال ہے۔ کہ غالباً کسی فریق کو تقویت دینے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ کیونکہ آجکل لیگ کے معاملہ میں دو فریق ہو رہے ہیں۔ اور اس جلسہ سالانہ پر ان امور پر بحث ہونی والی تھی دوسرا سوال لیگ کے متعلق یہ درپیش ہے۔ کہ اس کی کارروائی اردو میں ہو۔ جیسا کہ ہندو سبھا کی بھاشا میں ہوئی۔ مگر یہ عذر بھی معقول ہے۔ کہ سیاست کے مسائل بہت اہم اور نازک ہیں۔ حکمران قوم کی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں گفتگو کی گئی تو رپورٹروں کے تراجم سے بہت سی غلط فہمیوں کا احتمال ہے۔ چنانچہ کئی اخباروں کے مضامین کا اسی غلط فہمی کا شکار ہو جانا بتایا جاتا ہے ✦

بہرحال یہ تبدیلی سوچ سمجھ کر کرنی چاہئیے ✦

لنڈن لیگ کے متعلق سر آغا خان نے آنریری پریذیڈنٹی پھر قبول کر لی۔ اس شرط کے ساتھ کہ سابقہ عہدہ دار بدستور بحال ہو جائیں۔ یعنی مسٹر امیر علی بالقابہ پریذیڈنٹ اور مسٹر لطیف وائس پریذیڈنٹ ہوں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ استعفا دیتے وقت سر آغا خان نے جن وجوہات کو پیش کیا تھا۔ وہ کیونکر یکدم دور ہو گئیں۔ اور آیا لنڈن لیگ آل انڈیا مسلم لیگ کی شاخ ہو گی یا نہیں۔ بہرحال بہت دور اندیشی سے کام لیا گیا ہے ورنہ خدشہ تھا۔ کہ لنڈنی لیگ کی پریذیڈنٹی دوسرے ہاتھوں میں چلی جاتی ✦

احکام اسلام کا احترام

آنریبل سید عبدالرؤف کے سوال پر اجلاس کونسل صوبجات متحدہ میں گورنمنٹ نے صاف کہدیا۔ کہ اجدھیا و دیگر ام کی قربانی کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور یہ بندش زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری ہے۔ اور ہم اس میں دخل نہیں دینا چاہتے مقدس مقامات کے احترام کے متعلق سوال تھا۔ کہ کیا گورنمنٹ حکم نافذ کریگی۔ کہ عبادت گاہوں میں انگریز جوتا پہن کر نہ جایا کریں۔ جواب ملا۔ کہ گورنمنٹ اس کے متعلق کچھ کرنا نہیں چاہتی ✦

یہ سب کچھ دراصل مسلمانوں ہی کی اپنی غلطی ہے مسئلہ قربانی گاؤ کو انھوں نے اقتصادی مسئلہ قرار دیا۔ بلکہ اس سال تو تار پر تار پہنچے اور لیڈران قوم نے فتویٰ بھی دیا۔ کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے جس سے واضح ہو گیا۔ کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں۔ پس اس کی طرف کیوں توجہ کیجائے۔ پہلے اپنے عقائد کو درست کرو۔ پھر اس کے متعلق مطالبہ بھی کیا جائے۔ مساجد میں جوتا نہ لیجانے کی وجہ زمیندار نے یہ بیان کی ہے۔ کہ ”اگر لوگ ایسا کریں گے۔ تو جوتے کے تلے میں جو نجاست لگی ہوگی۔ اُس سے یہ مقامات آلودہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ ان مقامات میں سجدہ کے لئے سر جھکائے جاتے ہیں۔ اور بقول وکیل یہ کہ مساجد کے احترام کے یہ معنے ہیں کہ اپنے لباس یا پوشش میں جو چیز بظاہر ناپاک ہے اس کو جسم سے علیحدہ کیا جائے ✦ اگر صرف یہی وجہ ہے۔ تو پھر انگریزوں کو منع کرنے کا کوئی حق نہیں رہیگا۔ کیونکہ اعلیٰ حیثیت کے لوگوں کے بوٹ جو کوٹھی سے اٹھ کر گاڑی پر سوار ہو جاتے ہیں ہرگز نجاست سے آلودہ نہیں ہوتے۔ پس جب نجاست سے آلودہ نہیں تو پھر منع کس بنا پر کر سکتے ہیں۔ البتہ یہ ایک وقیع اور وزن دار بات ہے۔ کہ مسجد خانۂ خدا ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ پس ہم اپنے مذاق قومی کے مطابق اس کی تعظیم کریں گے۔ مشرقی اقوام جوتا لیجانا معیوب سمجھتی ہیں۔ اس لئے جوتا اتار کر داخل ہونا چاہئیے۔ اور بس۔ ہاں خانقاہوں کے متعلق کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ مسلمان تو خدا پرست ہیں۔ ان مقامات میں سجدہ کے لئے سر بھی نہیں جھکاتے“ قبروں کے اوپر پاؤں رکھنا منع ہے۔ سو ایسا کوئی اندیشہ نہیں۔ جوتے کے متعلق بارے قیاسات غیر مسلم لوگوں کے خیالات پر مبنی نہیں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ نجاست کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ چمڑے کی وجہ سے نفرت کرتی ہیں ✦ ✦

معجزہ کا معیار کیا ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ کوٹ میں پیر مخدوم شاہ صاحب سجادہ نشین کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہُوا قرآن مجید موجود ہے۔ جو طول و عرض میں ۳/۴ انچ مدور ہے اور ہر ایک صفحہ میں تحریر شدہ جگہ صرف ایک۔ انچ ہے۔ بغرض اعراب ہے یہاں تک تو جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی اعتراض نہیں صرف یہ بحث طلب بات ہے۔ کہ آیا فی الواقعہ حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہُوا قرآن مجید ہے۔ اس کے متعلق شیعہ حضرات امید ہے اپنی تحقیقات سے مطلع فرماویں گے۔ کیونکہ قرآن مجید اسی ترتیب سے کر و ہیئت کذائیہ پر موجود ہے جو تمام روئے زمین پر پائے جاتے ہیں وہاں اُس کے ساتھ نامہ نگار نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک پیسہ کے برابر جگہ میں ستنرہ سطری باریک قرآن مجید کے اڑھائی صفحے کے قریب آیات پائی جاتی ہیں۔ اور یہ صرف حضرت علی کی کرامات کا ظہور ہے ✦

کچھ سمجھ نہیں آتی۔ ایک طرف تو ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ مسیح موعود خدا کا نبی آیا۔ اس نے نشان پر نشان دکھائے اور اتنے نشان دکھلائے۔ کہ سوائے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی نے نہیں دکھائے۔ مگر یہ لوگ لولا انزل علیہ آیۃ ہی کہتے ہیں۔ دوسری طرف یہ حال ہے کہ معمولی ہنر کو کرامات و معجزہ ٹھہراتے ہیں۔ اسی طرح ایک حمائل کسی نے اس طور پر لکھی ہے۔ کہ پہلی سطر کا پہلا حرف اور آخری سطر کا پہلا حرف ایک ہوتے ہیں اور دوسری کا وہی جو آخری کی دوسری کا ہے۔ وہ اسے معجزہ بتاتا ہے اور اس سے قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ ایک اور صاحب اٹھتے ہیں۔ وہ چند ضرب و تقسیم و جمع کے قواعد سے اللہ۔ محمدؐ ہر آیت سے نکالتے ہیں۔ ضعیف الاعتقادوں کی تو قوم میں آگے ہی کمی نہیں۔ ایسی باتوں سے غیر مسلموں کو مضحکہ اڑانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جب کوئی ولی زندہ ان کے سامنے آجائے تو اس پر فتویٰ کفر لگائیں گے۔ اس کی جان کے درپے اور جب مر جائے تو پھر اُسی کی پرستش + چڑھاوے چڑھ رہے ہیں۔ اور یا

پیر مشکل کشا کے نعرے لگ رہے ہیں۔ عجیب قوم ہے۔ آہ یہ میرے سید و مولیٰ محمدؐ کی قوم ہے۔ فواسفا علی قوم ضلوا بعد اذ جاءھم الھدیٰ ✦

ہندو قوم کیونکر ترقی کر سکے

بقول سناتن دہرم چارک "جتنے ہندو لیڈر ہیں۔ وہ اپنے پُرانے سچے دہرم سے قطعی انکاری ہیں۔ وہ اپنے ملکی بھائیوں کا گلا کاٹتے ہیں نلکے کا پانی پیتے ہیں۔ ریل میں بیٹھے ہوئے ہندو سے روٹی لیکر برابر کھا رہے ہیں۔ اور پانی پی رہے ہیں بدہوا بواہ کے پرچار میں لگے ہوئے ہیں۔ ہندو ہوٹلوں میں جاکر برابر کھانا پینا شروع ہے ✦

اپنے مندر مورتی۔ تیرتھ بزرگوں پر وشواش (یقین) نہیں۔ جس قوم میں ایسے ایسے روشن خیال لوگ ہیں۔ وہ کیوں ترقی نہ کریگی۔ کریگی اور ضرور کریگی۔ پرکاش دہبارت و آریہ گزٹ لاکھ الحاد پھیلائیں۔ اصل دہرم تو یہی ہے۔ جو اوپر بیان ہُوا ✦

حفاظت اماکن مقدسہ کا وعدہ

لارڈ میئر لنڈن کی سالانہ ضیافت کی تقریب پر حضور وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں فرمایا ✦

ٹرکی کے ایشیائی صوبوں میں اہل اسلام کے وہ دینی اماکن مقدسہ واقع ہیں جن کو جملہ مسلمان ادب و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ان مسلمانوں میں سے کروڑوں آدمی تاج برطانیہ کے عقیدتمند وفادار رعایا ہیں ہمیں ہرگز یہ دیکھنا گوارا نہیں۔ کہ ان اماکن مقدسہ پر کوئی حملہ کیا جائے۔ یا انھیں اسلامی قبضہ سے نکالنے کی کوشش کیجائے۔ میرے لئے ان وجوہ کی تشریح چنداں ضروری نہیں۔ جنکی بناء پر دوسری طاقتوں کی طرح ہم اس کے روادار نہیں۔ کہ ایشیائی ٹرکی کی آزادی و استحکام پر کوئی حملہ کیا جائے ✦

یہ سطور بہت مسرت کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ اور مسلمانوں کو یقین آ جائیگا۔ کہ وہ جس گورنمنٹ کے ماتحت آزادی و امن کیساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ اُن کی بہت خیر خواہ ہے۔ اس سے پہلے وزیر ہند و وزیر خارجہ انگلستان بھی ایسا اطمینان دلا چکے ہیں اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے ہز ہائینس نواب رام پور کو بھی برٹش پالیسی کی نسبت اطمینان دلایا تھا ✦

یورپین آفیسر ترکی ملازمت میں کیوں لئے گئے

ہم روسی و فرانسیسی سفیروں کا وہ اعتراض درج کر چکے ہیں۔ جو انھوں نے جرمن آفیسروں کے بارے میں کیا تھا۔ اس کا جواب صدر اعظم دولت عثمانیہ نے یہ دیا۔ کہ چونکہ بیرونی سفیروں کا تقرر کچھ اطمینان بخش نہیں۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ ایسے لوگ باقاعدہ ملازم رکھے جائیں۔ اور اس طرح پر ان کی خدمات سے بہترین فائدہ اٹھایا جاسکیگا۔ کچھ بھی ہو۔ ترکوں کے لئے یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ کہ اب تک وہ اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کے قابل نہیں ✦

کریٹ کا الحاق یونان سے

جزیرہ کریٹ مشہور ہے۔ اسے ترکوں نے کئی سو سال کی معرکہ آرائیوں۔ اور کئی ہزار بہادروں کی جانوں کے فدیہ کے بعد حاصل کیا۔ آخر اُس کا الحاق یونان سے ہوگیا۔ اور خود شاہ کنسٹنٹائن نے وزیر اعظم کے ساتھ سفراء کے سامنے کثیر التعداد اشخاص کی چیرز کے شور میں یونانی جھنڈا بلند کیا۔ اور یونانی بیڑے نے ایک سو ایک توپ کی سلامی سر کی۔ یونان والے جتنی چاہیں خوشیاں منائیں۔ انھیں کون منع کر سکتا ہے۔ مگر آئے دن کسی نہ کسی علاقہ کا اسلامی قبضہ سے نکل جانا کچھ قابل افسوس نہیں ✦

حقوق طلب عورتیں

لنڈن ۱۵ دسمبر کا تار ہے کہ برسٹل میں لیگ کی عمارت جلادی۔ نیز ڈیون پورٹ میں بھی انھوں نے شہتیروں کا احاطہ جلا کر پاس کی جائداد کو بھی نقصان پہنچایا۔ جسکا تخمینہ ۷ ہزار پونڈ (اُف!) تک کیا جاتا ہے۔ مس سلویہ پنکھرسٹ رہا کر دیگئی۔ ان عورتوں کو منتشر کرتے ہوئے کئی عورتیں اور بچے مجروح ہوئے ✦

یہ حالات بہت قابل افسوس ہیں۔ اور جب تک ان عورتوں کے خاندانی مردوں کو ان کی حرکات ناشائستہ کا ذمہ وار نہ بنایا جائیگا۔ یہ باز نہیں آئینگی ✦

قحط کا الاؤنس

گورنمنٹ ممالک متحدہ کے ان تمام سرکاری ملازموں کو جو ملازمت میں پورا وقت صرف کرتے ہیں۔ اور جن کی تنخواہ دس روپے یا اس سے کم ہے۔ باستثناء پٹواریان و چوکیداران ایک روپیہ ماہوار الاؤنس قحط کا دیا جائیگا۔ بشرطیکہ نرخ اجناس خوردنی فی روپیہ گیارہ سیر سے گراں ہو یہ امداد اگرچہ کم ہے مگر قحط کے دنوں میں یہ بھی بہت قابل قدر سمجھی جائیگی۔ اس کے علاوہ بلا سود قرض دینے کا بھی کوئی انتظام ہونا چاہئے ✦

بنکوں کے متعلق قانون سازی

گورنمنٹ کی توجہ آئے دن بنکوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے ایک قانون کی طرف ہو رہی ہے۔ جسپر ہندوستانی سوداگران بمبئی کے ایوان نے اظہار پسندیدگی کر دیا ہے۔ مگر ان کی رائے میں بنکوں کا سرمایہ کم از کم تجویز کرنا یا تقسیم منافع میں ڈائرکٹروں کی آزادی کو محدود کرنا موزون نہیں۔ بلکہ تمام بنکروں کو ماہانہ زر موجودہ اور قرض کی مقدار شائع کرتے رہنا چاہئے ✦

کیوں نہ بنکوں کی بنیاد بجائے سود کے تجارتی اشتراک اور اس کے منافع پر رکھی جائے۔ مگر دنیا کی توجہ آجکل سود کی طرف ہے۔ اور اس کے خلاف بات کرنے والوں کو احمق سمجھا جاتا ہے۔ کچھ تو زمانے نے انھیں سمجھا دیا۔ اور کچھ اور آگے چل کر سمجھا دیگا اور ان سب پر یہ حقیقت منکشف ہو جائیگی یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات ✦

جنوبی افریقہ میں ہندوستانی

ناٹال میں پابند معاہدہ پندرہ ہزار پانچسو چونسٹھ مکرر معاہدہ کرنے والے اٹھائیس ہزار بیس آزاد ہندوستانی ستر ہزار چھ سو ستاسی لوگ موجود ہیں۔ اور یہ سب ہندو ہی نہیں۔ بلکہ ڈیڑھ لاکھ ہندوستانیوں میں سے پچاس ہزار مسلمان ہیں۔ اور یہ مسلمان متمول بھی ہیں۔ جامع مسجد کی آمدنی آٹھ ہزار ماہوار ہے۔ اس لئے ہندوستانیوں کے خارج کرنے کی صورت میں مسلمانوں کا بھی کم نقصان نہ ہوگا۔ اتنا تو ہُوا۔ کہ ایک کمیشن تحقیقات مقرر ہوئی ہے مگر اس میں کسی ہندوستانی کی شمولیت نہیں۔ اور پھر کرنل وائلی اور مسٹر ایسلن کی شمولیت اس لئے قابل اعتراض ہے کہ وہ پہلے ہی سے فریق غالب کے طرفدار ہیں۔ ہندوستانی چاہتے ہیں کہ سر جیمز روز یا مسٹر شرینری کو شامل کر لیا جائے۔ ہماری رائے میں کمیشن تحقیقات میں ہندوستانی عنصر ضرور ہونا چاہئے۔ اور مسلمانوں کو بھی اپنی گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی مذہبی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ یا تو اپنے حکام کی فرمانبرداری کرو۔ یا اس ملک سے نکل جاؤ۔ یہ کہنا کہ پھر کہاں جائیں گے۔ اسکا جواب اللہ تعالیٰ ہی نے دیا۔ کہ ارض اللہ واسعۃ کوئی تجربہ کر کے دیکھ لے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کرے جو کچھ کرے ✦

میکسیکو میں جنگ

ٹمپیکو میں تمام برٹش امریکن جرمن جہازات پناہ گزینوں سے بھر گئے ہیں۔ اور بہت سے مفرورین ساحل پر ہیں۔ ٹمپیکو میں سخت لڑائی ہو رہی ہے قیدیوں کی بھی تعداد ۶۵ تھی۔ دار پر لٹکا دیا گیا باغیوں کی شکست کی تصدیق ہو گئی۔ فیڈرل والے رپورٹ کرتے ہیں کہ آٹھ سو باغی توپخانہ اور گن بوٹوں کی آتش فشانی سے ہلاک ہوئے۔ جنرل ولا متعاجبو میں حکمران ہے کہتے ہیں کہ اس نے اجنیو کے پانچ ڈالر پر قبضہ کرنے کے علاوہ میکسیکو کے ۲۰۰ آدمیوں کو دار پر لٹکا دیا ✦

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہ

الاسلام

اسلام کا خدا زمین و آسمان کا مالک ہے

اسلام نے جس خدا کو پیش کیا۔ اور اس کی طرف جو صفات منسوب کی ہیں۔ ان کو دیکھ کر انسان معلوم کر سکتا ہے کہ واقعہ میں دنیا کا خدا ایسا ہی ہونا چاہئیے۔ اور جب وہ قانون قدرت پر نظر غائر ڈالتا ہے۔ تو اُسے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ جن صفات اور طاقتوں کا خدا اسلام پیش کرتا ہے۔ وہی سچا خدا ہے۔ کیونکہ ہم ہر روزہ اس کی طاقتوں اور قدرتوں کا مشاہدہ اس کے کاموں سے کرتے ہیں اور نظام عالم کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ خدا تعالےٰ نعوذ باللہ اپنی صفات اور افعال میں کسی قسم کا نقص رکھتا ہے۔ بلکہ جسقدر پیدائش عالم پر غور کیا جائے۔ اس کی بادشاہی واضح سے واضح تر ہوتی جاتی ہے اور پردۂ خفا سے مصطبۂ اظہار پر آکھڑی ہوتی ہے بے شک دنیا میں بادشاہ ہیں۔ اور بڑے بڑے بادشاہ ہیں۔ مگر ان کی بادشاہت کی حدود محدود اور تنگ ہیں۔ اور ان کی حکومت کا رقبہ بہت چھوٹا ہے گو نام ان کا بادشاہ اور شہنشاہ ہے مگر درحقیقت وہ لوگوں کے محتاج ہیں اور جن پر وہ حکومت کرتے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو ان کی بادشاہت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ان کی حکومت اسیوقت تک ہے کہ لوگ انکی حکومت قبول کریں۔ اگر لوگ انکی اطاعت سے انکار کریں۔ تو پھر انکی حکومت کا خاتمہ ہے وہ محتاج ہیں۔ فوج کے پولیس کے ججوں اور مجسٹریٹوں کے اگر یہ لوگ اُن کی وفاداری ترک کر دیں۔ تو اُن کی سلطنت ایکدم میں خاک میں ملجائے۔ پس گو بہت سے آدمی بادشاہ اور شہنشاہ کہلاتے ہیں مگر ان کی بادشاہتیں اور شہنشاہیاں تنگ ہیں۔ ان کی حکومتیں علاوہ خاص مقام میں محدود ہونے کے وقت میں بھی محدود ہیں۔ وہ اگر ایک ملک کے حاکم ہیں۔ تو دوسرے ایسے بھی ملک ہیں۔ کہ جہاں ان کی حیثیت معمولی آدمیوں کی سی ہے۔ اور جہاں اُن کے احکام کی اطاعت کرنا لوگ ضروری نہیں جانتے۔ بلکہ ایسے ممالک بھی موجود ہیں کہ جن سے وہ ہر وقت خائف رہتے ہیں۔ کہ کہیں ہم پر حملہ کر کے موجودہ حکومت کا بھی خاتمہ نہ کر دیں۔ وہ اگر آج بادشاہ ہیں۔ تو اس سے پہلے وہ چند لوگوں کے ہاتھ میں ایک طفل شیر خوار کیطرح تھے۔ اور اس سے بھی پہلے ماں کے پیٹ میں خون حیض پر اسی طرح پرورش پا رہے تھے جسطرح انکی رعایا کا ادنیٰ سے ادنیٰ اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا ہے پھر اگر وہ آج بادشاہ ہیں۔ تو کل انکی جگہ کوئی اور بادشاہ ہوگا۔ اور وہ اپنی حکومت اور سلطنت کو چھوڑ کر مٹی کے نیچے جا سوئیں گے۔ اور ایسے سوئیں گے۔ کہ دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو جائیں گے۔ اٹلی کا سیزر جس نے یورپ و افریقہ کو اپنے عصاء حکومت کے زیر فرمان کر لیا تھا۔ شاہ پیٹر روس کا بادشاہ جو پیٹر اعظم کہلاتا ہے۔ اور جس نے روس کی ایک چھوٹی سی ریاست کی کایا پلٹ کر ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ نپولین جس کے نام سے یورپ کے جبّار بادشاہ کانپتے تھے۔ اب کہاں ہیں جن کے نام سنکر بادشاہ لرزتے تھے۔ اور فوجوں کے ہاتھوں سے ہتھیار گر جاتے تھے۔ اب انکے اجسام بھی اگر لاکر سامنے رکھ دیئے جائیں۔ تو بچے بھی خائف نہ ہوں۔ جنکا قریب جانا اور ہاتھ ملانا فخر اور ایک کامیابی خیال کیا جاتا تھا۔ اور اب انکی لاشوں کے پاس بھی کوئی جانا تک پسند نہ کریگا۔ ایک وہ دن تھا کہ انکے احکام پتھر کی لکیر کی طرح غیر فانی اور قابل اطاعت سمجھے جاتے تھے اب انپر معمولی معمولی منصف کھلے دل سے جرح و قدح کرتے ہیں اور وہ ان کے ہاتھ نہیں روک سکتے۔ نہ ان کو کوئی سزا دے سکتے ہیں۔ پس دنیا کے بادشاہ سب شیر قالین کیطرح ہیں جو دیکھنے میں خوبصورت اور پر ہیبت معلوم دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت ایک نقشہ ہیں اس زبردست سلطان کی حکومت جسکے آگے سب کے سر خم ہیں جو ہمیشہ سے حاکم ہے۔ اور ہمیشہ اس کی حکومت قائم رہیگی جسکی حکومت رعایا کے اقرار یا فوج کے زور پر منحصر نہیں بلکہ اگر سب مخلوقات تباہ ہو جائے۔ تب بھی وہ بادشاہ ہی ہے۔ اور اس کے جلال میں کچھ فرق نہیں آتا۔ وہ کسی محدود مقام کا بادشاہ نہیں بلکہ ہر ایک چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ کسی فوج یا سینہ زوری سے مخلوقات پر حکومت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ہر ایک مخلوق کا خالق ہے۔ حتیٰ کہ سب ارواح و اجسام اُسی کے پیدا کردہ ہیں۔ یہ وہ خدا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ یہ وہ خدا ہے جس کی طرف رسول کریم نے دنیا کو بلایا ہے۔ یہ وہ خدا ہے جسکیطرف سے ہونیکا قرآن کریم کو دعوےٰ ہے مسیحیت ہمیں جس خدا کی طرف بلاتی ہے وہ انجیل کے ان الفاظ سے ظاہر ہے "پس تم اسی طرح دعا مانگو۔ کہ اَے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی بر آوے" متی باب ۶۔ آیت ۹ و ۱۰۔ اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت آسمان پر تو ہے مگر زمین پر نہیں ہے اور حضرت مسیح نے اپنے حواریوں کو دعا سکھائی۔ کہ وہ روز دعا مانگا کریں۔ کہ اَے خدا تو کوشش کر کہ تیری بادشاہت زمین پر بھی ہو۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے کسی قوم کے کچھ لوگ کسی دشمن کے ملک میں گھر گئے ہوں۔ اور وہاں جب انکو تکلیف پہنچے۔ تو وہ اپنے ملک کے بادشاہ کو لکھیں کہ آپ ہماری مدد کریں۔ اور اپنی حکومت کو وسعت دیکر اور اپنی سلطنت کی مد کو ترقی دیکر اس ملک کو بھی اپنی ہی حکومت میں شامل کر لیں۔ اور جسطرح وہاں آپ بادشاہ ہیں یہاں بھی آپ ہی بادشاہ ہوں یعنی یہاں بھی آپ ہی بادشاہ ہو جائیں۔ تاکہ ہم ان مصائب سے نجات پا جائیں بیشک یہ دعا اچھی ہے مگر اسیصورت میں جبکہ خدا تعالیٰ کو بھی نعوذ باللہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح سمجھ لیا جائے۔ اور پہلے تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی حکومت دنیا تک رہتی ہے اور کبھی کوئی ملک وہ فتح کر لیتا ہے۔ اور کبھی کوئی ملک اس کے قبضۂ قدرت میں سے نکل جاتا ہے۔

اہل ہنود میں بھی خدا کیطرف ایسے ہی خیالات منسوب کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کی پرانی کتابوں کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں ایسے ایسے قصے بھی درج ہیں۔ کہ کسی آدمی کی دیوتاؤں سے جنگ ہوئی اور وہ آدمی دیوتاؤں پر فتح پا گیا۔ اور انکو شکست ہوئی۔ اور کہیں لکھا ہے۔ کہ دیوتا کسی آدمی سے مدد کے طلبگار ہوتے ہیں۔ کہیں لکھا ہے۔ کہ کسی بڑے رشی نے دیوتاؤں کو بددعا کی۔ اور وہ مصیبت میں پھنس گئے۔ غرض اس بات کو چھوڑ کر کہ انھوں نے ایک اور واحد خدا کی جگہ متعدد دیوتا تسلیم کئے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ جنکو خدائی کا درجہ دیا ہے۔ انکا حال ایسا ناقص بیان کیا ہے۔ اور انھیں ایسا کمزور اور بودا ثابت کیا ہے کہ وہ بجائے خود کسی فائدہ پہنچانیکے خود محتاج اور دوسروں کے دست نگر ہیں۔ اور آدمیوں تک سے دب جاتے ہیں اس خیال کی بھی بنا دنیاوی سلطنتیں ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اگر یہ قصص و حکایات دنیا کے کسی زبردست سے زبردست بادشاہ کی نسبت بھی ہوتے تو انکو ملتے ہیں کسیکو عذر نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ انسان خواہ کتنی ہی شان کا ہو مصائب کا شکار ہو سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کیطرف ایسی بات منسوب نہیں کیجا سکتی۔

پس اسلام کا بتایا ہوا خدا ہی اصل خدا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہمیں یہ نہیں سکھاتا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرو۔ کہ اَے خدا تیری بادشاہت آوے نہ وہ یہ بتاتا ہے۔ کہ خدا نے کسی سے شکست کھا کر اپنا ملک اسے دیدیا۔ وہ ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ کہ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک اور اللہ ہر ایک بات پر قادر ہے پھر قرآن شریف ہمیں یہ نہیں سکھاتا۔ کہ خدا کی بادشاہت آسمان پر ہے اور زمین پر نہیں وہ ہمیں بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا کے بعض حصوں میں ہے۔ اور بعض پر نہیں بلکہ قرآن کریم ہمیں ایسے خدا کیطرف بلاتا ہے جسکی شان یہ ہے کہ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جسقدر اشیاء آسمان پر ہیں یا زمین پر ہیں سب خدا کے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اَلَا اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ خبردار ہو کہ جسقدر جاندار آسمانوں میں یا زمین پر ہیں سب خدا کے تصرف میں ہیں اور اسکی حکومت کے نیچے ہیں۔ وَلِلّٰہِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان و زمین کے خزانے خدا ہی کے ہیں۔ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمان اور زمین کے لشکر سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں وہ کسی لشکر کا محتاج نہیں اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکم اور حکومت تو اللہ کی ہی ہے اور کسی کا اسمیں دخل نہیں۔ لِلّٰہِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا بلکہ ہر ایک معاملہ خدا ہی کے منشا کے ماتحت ہوتا ہے اور جس بات کو وہ کہہ دے کہ یہ ہو جا۔ اسیطرح ہوتی ہے اور جسے کہہ دے کہ یوں نہ ہو وہ کبھی نہیں ہوتی۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ اللہ ہی ہر ایک شے کا خالق ہے۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

ماقدروا اللّٰہ حق قدرہ

مثل مشہور ہے الحق مرٌ۔ اگر تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات زندگی پر غور و خوض کیا جاوے اور ان پر ریویو کیا جاوے تو غور کرنیوالے پر منکشف ہو جاویگا۔ کہ تمام کی زندگی میں ایک امر مشترک علیہ پایا جاویگا اور اس میں قاعدہ استثناء نے بالکل اپنا اثر نمایاں نہیں دکھایا ہوگا۔ اور انکی زندگی کے واقعات بالاتفاق اسکے شہادت دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ بیشک اہل دنیا حق کو تلخ سمجھتے ہیں اور اس لیئے اس سے متنفر رہتے ہیں۔ حالانکہ قاعدہ کی بات ہے کہ بیمار کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور اسطرح وہ میٹھی چیز کو کڑوی اور تلخ محسوس کرتا ہے۔ یہ بیمار کا قصور ہے شیریں چیز کا اس میں ذرا بھی قصور نہیں۔ بیمار کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ذائقہ کی قوت کا علاج کرے نہ کہ الٹا میٹھی چیز کو تلخ بتائے۔ یہی حال بعینہ دنیاداروں کا ہے اگر دنیا میں کوئی راستباز ہو سکتا ہے۔ تو وہ حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر راستباز نہیں ہو سکتا وہ دنیا میں حق کے ساتھ فرودت حقہ کے مطابق تشریف لاتے ہیں۔ اور سوائے حق کے انکو کسی اور امر سے سروکار ہی نہیں ہوتا۔ وہ اپنا جان و مال قوم کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ اور انکی تمنا اور خواہش صرف یہی ہوا کرتی ہے۔ کہ حق کی معرفت لوگونکو حاصل ہو جاوے وہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے ماتحت اپنا کام کرتے ہیں۔ کبھی اپنی خواہش سے وہ کسی کو کچھ نہیں کہتے خلعت نبوت سے پیشتر انکی زندگی بالکل پاک اور بے لوث ہوتی ہے۔ اور عام لوگ انکے اخلاق حمیدہ کے گردیدہ ہوتے ہیں اور ان کے کیرکٹر پر کسی فرد بشر کو اعتراض نہیں ہوتا۔ مگر جونہی کہ اللہ کی بات کا اعلان دنیا کو دیتے ہیں۔ دنیا ان کے پیچھے پڑ جاتی ہے۔ معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔ کیا دنیا کو خدا کے ساتھ ہی عداوت اور تعاند ہے۔ ماقدروا اللّٰہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللّٰہ علی بشر من شیء یہ اہل دنیا اللہ تعالیٰ کی کما حقہ قدر نہیں کرتے جب یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی بشر پر کچھ نازل نہیں کرتا۔ یہ چھوٹے ہیں جو اپنے مسلمات کو بھی ایک راستباز کی تکذیب کی خاطر خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ قریباً تمام اہل مذہب مانتے ہیں کہ انکے پاس الہامی کتابیں آئیں اور وہ انکو اب تک پیش بھی کرتے ہیں۔ تو یہ کتابیں کس نے نازل فرمائی تھیں۔ یہ دنیا کے لوگ ظلمات کے فرزند ہیں انکو تیز روشنی مفید محسوس نہیں ہوتی بلکہ وہ انکی آنکھوں کو ضرر دیتی ہے جیسے کہ یکدم ایک شخص اندھیرے سے تیز روشنی میں آوے تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اسی

طرح ان ظلمت کے فرزندوں کے سامنے جب نور السموات والارض کے نورانی کلمات پیش کیئے جاتے ہیں۔ تو یہ ان کی تاب نہیں لا سکتے اس لیئے سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں انکے دین و دنیا کو تباہ کرنے والی ہیں۔ اور اس لئے وہ اس کے سخت جانی دشمن بن جاتے ہیں۔ مگر جنکو نور سے مس ہوتا ہے۔ اور ان میں قدرے نور بھی ہوتا ہے۔ وہ اس نور کی قدر کرتے ہیں۔ اور اسے آہستہ آہستہ مان لیتے ہیں۔ جیساکہ وہ آدمی جو صبر سے ذرا اندھیرنگ روشنی میں ٹھہرا رہے۔ تو اس کی پتلی آہستہ آہستہ ٹھیک روشنی کے محاذ میں قائم ہو جاتی ہے اور پھر اچھی طرح دیکھنے لگ جاتی ہے۔ اسی طرح وہ اشخاص جو کہ صبر سے استقلال سے حسن ظنی سے اس نئی آواز پر کان دھرتے ہیں۔ اس آواز پر تدبر شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس آواز دینے والے کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں سمجھ آجاتی ہے کہ یہ واقعی دنیا کے لئے نور ہو کر آئے ہیں۔ مگر جو جلد بازی سے راستباز کی تکذیب کر دیتے ہیں۔ اور ان کے استیصال میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے انکی مثال اس جلد باز سے مشابہ ہے جو کہ اندھیرے سے اچانک تیز روشنی میں لایا گیا اور اس کی آنکھیں روشنی کی تاب لا سکیں اسلیئے وہ فوراً روشنی کو چھوڑ کر اندھیرے میں جا گھسا اور پھر وہ کبھی کبھی بھی روشنی کیطرف رخ نہیں کرتا۔ ایسے کے سامنے روشنی کے فوائد اور منافع بیان کرنا بے سود ہے۔ تلک القری نقص علیک من انباءھا ولقد جاءتھم رسلھم بالبینٰت فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل کذالک یطبع اللّٰہ علی قلوب الکافرین وما وجدنا لاکثرھم من عھد وان وجدنا اکثرھم لفاسقین۔ ان بستیوں کی خبر ہم تجھ پر بیان کرتے ہیں۔ انکے پاس انکے رسول آئے اور وہ کھلے دلائل اپنے ساتھ لائے ان لوگونکو ایمان لانا نصیب نہ ہوا کیونکہ یہ پہلے سے ہی تکذیب کر دیتے تھے۔ کافروں کے دلوں پر اسی طرح اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے۔ اور ہم نے ان کے بہت لوگونکو دیکھا ہے۔ کہ یہ عہد پر قائم نہیں رہتے۔ اکثر انمیں سے عہد کی پرواہ تک نہیں کرتے بلکہ عہد شکن ہیں یہ بدکار لوگ ہیں چونکہ یہ لوگ متکبر ہوتے ہیں اس لیئے انکو اپنی رائے چھوڑنا موت ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ متکبر کو توفیق ہی نہیں دیتا۔ کہ وہ آیات الٰہی پر تدبر کریں اور انکو سمجھیں وہ اپنی رائے پر کسی کی رائے کو ترجیح دے ہی نہیں سکتے ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بھا وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا ذالک بانھم کذبوا بآیاتنا وکانوا عنھا غافلین۔ میں عنقریب اپنی آیات سے منہ پھیر دیتا ہوں ان لوگوں کے جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ اگر وہ

تمام نشان بھی دیکھ پائیں کبھی انکو نہیں مانیں گے اور اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھ لیں کبھی اسے اختیار نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ گمراہی کی راہ دیکھ لیتے ہیں اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے یہ اس لیئے ہوتا ہے کہ وہ ہمارے نشانات کی تکذیب کر دیتے ہیں اور ان سے تغافل اور لاپرواہی کا معاملہ کرتے ہیں کفار مکہ ہمارے رسول کریمؐ کو صادق امین کہکر پکارتے تھے۔ اور جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وانذر عشیرتک الاقربین آپنے تمام عشائر قریش کو بلایا۔ اور سب سے دریافت کیا کہ تم مجھے کیسا سمجھتے ہو۔ تو انھوں نے کہا ما جربنا علیک الکذب ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں سنا تو آپنے فرمایا۔ کہ دیکھو جب تم مجھے راستباز سمجھتے ہو تو میں تمہیں اعلان دیتا ہوں۔ کہ بت پرستی چھوڑ دو۔ اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ ورنہ تم پر عذاب آنیوالا ہے۔ تب ابولہب بول اٹھا تباً لک سائر الیوم کیا تو ہمیں سارا دن اسی لیئے بلا تا رہا تھا۔ تو تباہ ہو ہم نے خود موجودہ زمانہ میں تجربہ کیا ہے۔ اور ہم اسے اللہ کا محض فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایسے زمانہ مبارک میں پیدا کیا۔ کہ ہم نے بچشم خود حضرۃ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے وجود باجود کو دیکھا۔ اور اس کے ذریعہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ملا دنیا کا رنگ اسوقت بالکل دہریت کی طرف مائل تھا۔ اس نے مگر اس سیلاب کے آگے ایک محکم اور استوار بند کھڑا کر دیا۔ اسکے ذریعہ سے ہم نے تمام حضرات انبیاء کرامؑ کو اچھی طرح پہچان لیا غرضکہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا مجسم نمونہ تھا مگر ظلمت کے فرزندوں نے اسکی بھی سخت مخالفت کی اور ناخنوں تک زور لگایا کہ اس پودے کو اکھیڑ دیں مگر وہ پودا اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا تھا۔ اسکو کون اکھیڑ سکتا تھا بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے جب اس نے دعویٰ کیا تو اسلامی بھی الہام سے منکر ہو گئے۔ حالانکہ ہمیشہ ان میں صاحب الہام ہوتے رہے ہیں یہ صرف حمیت الجاہلیۃ کرتی ہے کہ راستباز کے مقابلہ میں اسکے مخالف اپنے مسلمات کو بھی چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ جیساکہ یہودی ما انزل اللّٰہ علی بشر من شیء کہکر منکر الہام تھے اسیطرح انھوں نے بھی انکی راہ اختیار کی اور الہام سے ہی انکار کر دیا اور جب انکو کہا جاوے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کو مان لو تو کہتے ہیں ہم اسکو مانتے ہیں جو ہم پر اتری اور اس کے سوا اور وحی کا انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہے واذا قیل لھم آمنوا بما انزل اللّٰہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراءہ وھو الحق مصدقا لما معھم یہود کا اعتقاد تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی وحی بشر پر بھیجا کرتا ہے مگر انکو رسول کریمؐ کی وحی ماننے میں کلام تھا کیونکہ وہ کہتے تھے۔ کہ ہم وہ مانتے ہیں جو ہم پر اتری۔ ایسا ہی اس موجودہ زمانہ کے یہودیوں نے تمام اولیاء کے الہامات تو مان لیئے مگر وہ ما انزل علینا میں داخل تھے۔ اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعودؑ کے مقابل میں الہام الٰہی سے انکار کر دیا۔ مگر جیسا کہ رسول کریمؐ کے مقابلے میں آپ کا یہود کچھ بگاڑ نہ سکے تھے۔ ایسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ لوگ کچھ بگاڑ نہیں سکے۔ یہ سلسلہ بڑھا۔ پھولا اور پھلا۔ کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔

امر بالمعروف

یاایھاالذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ؕ

انسان اکیلا دنیا میں گذارہ نہیں کر سکتا۔ انسان ایک تمدن پسند حیوان ہے۔ اگر انسان اور حیوان میں کوئی مابہ الامتیاز ہے تو صرف یہی ہے۔ کہ انسان جوں جوں تمدن اور تہذیب میں ترقی کرتا جاتا ہے توں توں اسکی بدوی زندگی حضری زندگی سے مبتدل ہوتی جاتی ہے انسان پر ہمیشہ مختلف حالات وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اس پر بسا اوقات ہموم وغموم کے طوفان اور آندھیاں چلا کرتی ہیں۔ ایسے اوقات میں اسے کسی بے تکلف مونس اور غمگسار کی ضرورت پیش آتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے اللہ تعالےٰ نے ازواج مطہرات پیدا کی ہیں۔ اور بیشک یہ اللہ کی ہستی کی ایک بھاری دلیل ہے۔ کہ اُسنے انسان کے اقتضائے حال کے مطابق اسکے لئے سامان اور اسباب مہیا فرما دئے ہیں۔ اور اس نے انسانی احتیاجوں اور ضرورتوں کو بالکل پورا کر دیا ہے۔ واتاکم من کل ماسالتموہ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ۔ ان الانسان لظلوم کفار۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے سامان تمہارے لئے مہیا کئے جنکی تمہاری فطرت مانگتی تھی۔ اور اگر نعماء الہیہ کا شمار کرنے لگو تو تم ہرگز انکو شمار نہیں کرسکو گے۔ انسان ضرور ظالم اور ناشکرا ہے۔

دیکھو اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے ایک بے تکلف مصاحب پیدا کیا ہے اور اس سے زیادہ بے تکلف دوست دنیا میں ہونا بالکل ناممکن ہے اور خود خدا تعالےٰ نے اس غرض کو اپنی کتاب جلیلہ میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی کے دلائل میں سے ازواج کی خلق ہے ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ" اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے دلائل میں سے یہ بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کی ہیں۔ تاکہ تم ان سے تسلی اور تسکین حاصل کرو اور وہ مشکلات کے وقت تمہاری غمگسار اور مونس ہیں۔ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رابطہ پیدا کر دیا ہے اور رحمت رکھدی ہے دوستو کیا یہ ظلم صریح نہ ہوگا۔ کہ ایسی مخلوق کو جو اللہ کی ہستی کے دلائل میں سے ہو اسکو محض ردی کیطرح پھینک دیا جاوے۔ اور انکے متعلق کچھ فکر و خوض سے کام نہ لیا جاوے۔ کیا یہ انصاف اور حق ہے۔ کہ انکی مطلقاً خبر نہ لی جاوے اور محض حیوانات کیطرح اپنی خواہشات کے پورا کرنے کیلئے انکو رکھا جاوے نہیں ہرگز نہیں یہ تمہاری ذمہ واری کے ماتحت تمہارے پاس رکھی گئی ہیں۔ تم انکی تعلیم اور تربیت کے بڑے ذمہ وار ہو۔ تمہاری ذریت اور اولاد کی تربیت تمہاری بیویوں پر بہت کچھ منحصر ہے۔ یاد رہے اس خزانے میں تم خیانت مت کرو تم سے اس کی بابت سوال ہوگا۔ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ ہر ایک تم میں سے بادشاہ ہے۔ اور ہر ایک اپنی رعیت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اپنے گھر کے تم مالک ہو اور بیوی اور بچے تمہارے ماتحت رکھے گئے ہیں انکی اصلاح اور بہتری بہت کچھ تمہارے ذریعہ سے ہوسکتی ہے اگر تم اسکے متعلق کوشش کرو۔

کیا تم اپنے لباس کی فکر نہیں کیا کرتے لباس اگر میلا ہو جاوے تو اسکو دھلاتے ہو صاف کراتے اور خوب سفید کرا کر پہنتے ہو۔ تم نہیں چاہتے کہ ذرا بھی اس پر داغ پڑے۔ کیا دنیا میں میلے کپڑوں کی صفائی کیلئے سامان موجود نہیں ہیں تم کسطرح گوارا کر سکتے ہو کہ تمہارا ظاہری لباس تو صاف اور ستھرا اور بے داغ ہو۔ اور تمہاری ازواج مطہرات جو کہ تمہارا حقیقی لباس ہیں خدا کے احکام کی پابند نہ ہوں۔ اور وہ شریعت غرا کی پابندی اپنا فرض قرار نہ دیں عورتوں کے تم پر بڑے حقوق ہیں۔ رسول کریمؐ نے جو آخری نصیحت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ استوصوا بالنساء خیرا۔ اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ دیکھو بیویاں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم انکا لباس ہو۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن فکر کرو کہ تمہاری بیویاں استغفار توبہ درود شریف اور صلوٰۃ وصوم کی سخت پابند ہوں یہ تمام اعمال انسانی روح کیلئے صابون کا کام دیتے ہیں۔ تم ہمیشہ کوشش کرتے رہو کہ جیسے تم اپنے لباس کو صاف کراتے ہو اسیطرح اپنی بیویوں بچوں کو شریعت کی حکومت کا خوگر بناؤ۔ تم اپنا پاک نمونہ انکے پیش نظر رکھو وہ اس سے سبق سیکھیں لھن مثل الذی علیھن اور ان عورتوں کے بھی تم پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر تمہارے حقوق ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کو دوگنا ثواب ملتا ہے کہ جسکے پاس ایک لونڈی ہو وہ اسکو پڑھاوے اور خوب اچھی طرح تعلیم دے اور اسکی تربیت کرے اور اچھی طرح تربیت کرے پھر اسکو آزاد کرکے پھر اس سے بیاہ کرلے دیکھو یہاں سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خادمہ کو بھی تعلیم دینی چاہئے چہ جائیکہ اپنی بیوی ہو۔ اگر تم اپنی بیویوں کو تعلیم دوگے۔ وہ تمہارے حقوق کو بھی پہچانیں گی اور اللہ کے حدود کو بھی خوب جان جائیں گی۔ تم انکو اعراب کی مانند مت بناؤ جنکی شان میں فرمایا گیا ہے۔ والاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللہ علی رسولہ گنوار لوگ بڑے کافر اور منافق ہوتے ہیں۔ اور یہ اس قابل ہوتے ہیں کہ حدود الہیٰ کو بالکل نہیں جانتے جو کہ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہیں۔

حضرۃ اسماعیل علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ نے یہی تعریف اور مدح کی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو ہمیشہ نماز اور زکوٰۃ کا ہی حکم دیتے رہتے تھے۔ کان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا۔ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے رہتے تھے اور وہ اپنے رب کے حضور بڑے پسندیدہ تھے تم اسماعیل علیہ السلام کا نمونہ کیوں اختیار نہیں کرتے کیوں تم اپنی بیویوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے کیسے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ کہ اچھے بڑے بڑے نیک قابل احمدیوں کی بیویاں نماز کی پابند نہ ہوں ماں کا طفولیت میں بڑا اثر ہوا کرتا ہے سن طفولیت میں اطفال کی تربیت بڑی احتیاط اور حزم سے ہونی چاہئے اس زمانہ کے نقوش مٹنے قریباً محال ہوا کرتے ہیں۔ تم نہیں چاہتے کہ تمہارے بچوں کی مائیں بڑی پارسا نیک بخت اور اللہ کی فرمانبردار ہوں۔ بہر حال بچوں اور بیویوں کو خاوند اور باپ کی تحویل رکھا گیا ہے اگر وہ انکی خبر گیری میں تغافل کرتا ہے تو وہ ضرور اسکا جوابدہ ہوگا خدا تعالیٰ حضرۃ اسماعیلؑ کا حوالہ دیکر صاف ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ تم اسکی اقتدا کرو۔ کیونکہ ساتھ ہی فرما دیا ہے فبھداھم اقتدہ اور نبیوں کی ہدایت کی پیروی کرو۔ دیکھو تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیت ہیں کیا تم نہیں چاہتے کہ تمہارے کھیت اعلیٰ درجہ کا غلہ پیدا کریں۔ مگر یہ کسطرح ممکن ہو سکتا ہے کہ بغیر محنت اور سعی بلیغ کے تمہارے کھیت تمہارے لئے اعلیٰ درجہ کی اجناس پیدا کریں جبکہ ظاہری کھیتوں کا یہ حال ہے تو تم کسطرح توقع رکھ سکتے ہو کہ تمہاری بیویاں متقی پارسا نیک بخت خدا کا نام لیوا اور خادم دین کی والدہ بننگی اپنے کھیتوں کو علم اور تربیت کے پانی سے سیراب کرو اور عمل بالشریعت کا انھیں عادی اور خوگر بناؤ۔ وہ تمہاری بیویاں تمہارے لئے قرۃ العین بن جائینگی۔ اور انشاء اللہ انکے بطن سے نیک اولاد بھی اللہ تعالیٰ انھیں عطا کریگا خدا کا وعدہ ہے کہ وہ نیکوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو رسول کریم فداہ ابی وامی وروحی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ اور آپکے طفیل تمام افراد امت کو ارشاد ہوتا ہے۔ وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی۔ اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتا رہ اور اس پر تو استقلال کر ہم تجھسے رزق نہیں مانگتے ہم تجھکو رزق دیتے ہیں اور یاد رکھو کہ انجام تقویٰ کا ہی ہوا کرتا ہے دیکھو پیارو کیسا صاف بین ارشاد ہے۔ کہ گھر والوں کو نماز کیلئے ضرور کہتے رہنا چاہئے۔ اور اسمیں کبھی تھکنا نہیں چاہئے آخر کار ضرور انشاء اللہ انپر تمہاری بات اثر کریگی اور وہ نماز کی پابند ہو جائینگی۔ یاد رکھو تمہارا کام کہنا ہے کہتے رہو کبھی نہ تھکو۔ تم جانتے نہیں کہ گھڑا پتھر پر بہت کثرت سے رکھا جاوے تو وہاں بھی اثر اور نشان پڑ جاتا ہے امر بالمعروف بھی کرو اور انکے لئے دعا بھی کرتے جاؤ۔ قرآن شریف میں صاف حکم وارد ہے کہ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے مت قتل کرو۔ ولا تقتلوا اولادکم من املاق جو لوگ اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرتے وہ انکو قتل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں کی تربیت نہیں کرتے وہ کھیت کو تباہ کرتے ہیں۔ انھیں ہرگز امید نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ وہاں سے اعلیٰ درجہ کی جنس برداشت کر سکینگے۔ تم اپنے کھیتوں کی خوب اصلاح کرو۔ ورنہ تہدید الہیٰ کے نیچے آجاؤ گے۔ واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد اور جب وہ حاکم بن جاتا ہے تو زمین میں کوشش کرتا ہے کہ فساد کرے اور کھیت اور نسل کو تباہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کو فساد پسند نہیں آتا

تاریخ اسلام

سیرت النبی

طہارت النفس لاحتیاط

بنو ہوازن کے اموال

یتامیٰ کے اموال کے لیے سے رسول کریم نے جس احتیاط سے انکار کر دیا۔ اور باوجود اصرار کے مسجد کے لئے بھی زمین کا لینا پسند نہ کیا۔ وہ تو پچھلے واقعہ سے ظاہر ہے۔ اب ایک اور واقعہ اسی قسم کا لکھتا ہوں۔ ہوازن کے ساتھ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا۔ تو ان کے بہت سے مرد اور عورتیں قید ہوئے اور بہت سا مال بھی صحابہ کے قبضہ میں آیا۔ چونکہ آنحضرتؐ نہایت رحیم کریم الانسان تھے۔ اور ہمیشہ اس بات کے منتظر رہتے کہ لوگوں پر رحم فرمائیں اور انہیں کسی مشقت میں نہ ڈالیں۔ آپنے نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اور کچھ دن تک اس انتظار میں رہے۔ کہ شاید قبیلہ ہوازن کے لوگ کر عفو طلب ہوں تو ان کے اموال اور قیدی واپس کر دئے جائیں۔ مگر انہوں نے خوف سے یا کسی باعث سے آپکے پاس آنے میں دیر لگائی۔ تو آپنے اموال و قیدی بانٹ دیئے۔ اس واقعہ کو امام بخاری نے مفصل بیان کیا ہے۔ مسور بن مخرمہؓ کی روایت ہے۔ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قام حین جاءہ وفد ھوازن مسلمین فسألوہ ان یرد الیھم اموالھم وسبیھم فقال لھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال وقد کنت استانیت بکم وقد کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتظرھم بضع عشرۃ لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی المسلمین فاثنی علی اللہ تعالیٰ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم ھؤلاء قد جاءونا تائبین وانی قد رأیت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب بذالک فلیفعل ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذالک لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لھم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا لا ندری من اذن منکم فی ذالک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم ثم رجعوا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخبروہ انھم قد طیبوا واذنوا۔ تو اس کا ترجمہ یہ ہے۔ جب وفد ہوازن بحالت قبول اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ کھڑے ہوئے۔ ہوازن کے ڈیپوٹیشن کے ممبروں نے آنحضرتؐ سے سوال کیا۔ کہ انکے مال اور قیدی واپس کئے جائیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔ کہ مجھے سب سے پیاری وہ بات لگتی ہے۔ جو سب سے زیادہ سچی ہو پس میں صاف صاف کہدیتا ہوں کہ دونوں چیزیں تمہیں نہیں مل سکتیں۔ ہاں دو نوں میں سے جس ایک کو پسند کرو وہ تمہیں مل جائیگی خواہ قیدی آزاد کروا لو۔ خواہ اموال واپس لیلو۔ اور میں تو تمہارا انتظار کرتا رہا۔ مگر تم نہ پہنچے۔ اور رسول کریمؐ طائف سے لوٹتے وقت دس کچھ اوپر راتیں ان لوگوں کا انتظار کرتے رہے تھے جب انہیں تحقیق معلوم ہو گیا۔ کہ رسول کریمؐ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگر یہی بات ہے تو ہم اپنے قیدی چھڑوانا پسند کرتے ہیں۔ اسپر آنحضرتؐ مسلمانوں میں کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ سنو تمہارے ہوازن کے بھائی تائب ہوکر تمہارے پاس آئے ہیں۔ اور میری رائے ہے کہ میں انکے قیدی انہیں واپس کردوں۔ پس جو کوئی تم میں سے یہ پسند کرے کہ اپنی خوشی سے غلام آزاد کردے تو وہ ایسا کرے اور اگر کوئی یہ چاہے کہ اسکا حصہ قائم رہے اور خدا سب سے پہلی دفعہ ہمیں کچھ مال دے تو اس سے اسکا حق ہم ادا کر دیں تو وہ اس شرط سے غلام آزاد کردے۔ لوگوں نے اپکا ارشاد سنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپکے لئے اپنے غلام خوشی سے آزاد کردئے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو نہیں سمجھتے کہ تم میں سے کس نے خوشی سے اجازت دی ہے۔ اور کس نے اجازت نہیں دی ہے۔ پس سب لوگ پہلے اپنے اپنے خیموں پر چلے جاؤ۔ تاکہ تمہارے سردار تم سے فیصلہ کرکے ہمارے سامنے معاملہ پیش کریں۔ پس لوگ لوٹ گئے۔ اور ہر قبیلہ کے سرداروں نے اپنے طور پر گفتگو کی پھر سب سردار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ سب لوگوں نے دل کی خوشی سے بغیر کسی عوض کی طمع کے اجازت دیدی ہے کہ آپ غلام آزاد فرمادیں +

اگلا یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرتؐ جس قبیلہ میں پلے تھے اور جس سے آپکی دائی تھیں وہ ہوازن کی ہی ایک شاخ تھی پس ایک لحاظ سے ہوازن کے قبیلہ والے آپکے رشتہ دار تھے۔ اور ان سے رضاعت کا تعلق تہا چنانچہ جب وفد ہوازن آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش ہوا تو اسمیں ابو برقان سعدی آنحضرتؐ کی دائی حلیمہ سعدیہ جس قبیلہ سے تھیں اسی قبیلہ کا تہا اس نے آپکی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ان فی ھذہ الحظائر الا امھاتک وخالاتک وحواضنک ومرضعاتک فامنن علینا من اللہ علیک۔ یا رسول اللہ ان احاطوں کے اندر حضور کی مائیں اور خالائیں اور کھلائیاں اور دودھ پلائیاں ہی ہیں۔ اور تو کوئی نہیں پس حضور ہمپر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کریگا یہی ہوازن تھے جنکے ساتھ آپکا رضاعی تعلق تہا اور اسوجہ سے وہ اسبات کے مستحق تھے کہ آنحضرتؐ انکے ساتھ نیک سلوک کرتے چنانچہ آپنے اسی ارادہ سے دس دن سے زیادہ تک اموال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم نہ کیا۔ اور اسبات کے منتظر رہے کہ جونہی ہوازن پشیمان ہوکر آپکی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنے اموال اور قیدیوں کو طلب کریں تو آپ واپس فرما دیں کیونکہ تقسیم سے پہلے آپکا حق تہا کہ آپ جسطرح چاہتے۔ ان اموال اور قیدیوں سے سلوک کرتے خواہ بانٹ دیتے خواہ بیت المال کے سپرد فرماتے خواہ قیدیوں کو آزاد کر دیتے۔ اور مال واپس کر دیتے۔ مگر باوجود انتظار کے ہوازن کا کوئی وفد نہ آیا جو اپنے اموال اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کرتا۔ اس لئے مجبوراً دس دن سے زیادہ انتظار کر کے طائف سے واپس ہوتے ہوئے جعرانہ میں آپنے ان اموال اور غلاموں کو تقسیم کر دیا۔ تقسیم کے بعد ہوازن کا وفد بھی آپہنچا۔ اور رحم کا طلبگار ہوا۔ اور اپنا حق بھی جتادیا۔ کہ یہ قیدی غیر نہیں ہیں۔ بلکہ جناب کے ساتھ کچھ رشتہ اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس خاندان کی عورتیں ان قیدیوں میں شامل ہیں جنہیں کی عورتوں کا حضور نے دودھ بھی پیا ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ آپکی مائیں اور خالائیں اور کھلائیاں اور دائیاں کہلانیکی مستحق ہیں۔ پس ان پر رحم کرکے قیدیوں کو آزاد کیا جائے۔ اور اموال واپس کئے جائیں تقسیم سے پہلے تو حضور ضرور ہی انکی درخواست کو قبول کر لیتے۔ اور آپکا طریق عمل ثابت کرتا ہے کہ جب کبھی بھی کوئی رحم کا معاملہ پیش ہوا ہے حضور سرور کائنات نے بمنظر رحم سے کام لیا ہے مگر اب یہ مشکل پیش آگئی تھی کہ اموال و قیدی تقسیم ہوچکے تھے۔ اور جن کے قبضہ میں وہ چلے گئے تھے اب انکا مال تھا۔ اور گو وہ لوگ اپنی جان و مال کو اس حبیب خدا کی مرضی پر قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور انہوں نے سینکڑوں ہوقعوں پر قربان ہوکر دکھا بھی دیا مگر پھر بھی ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ کمزور اور ناتوان ہوتے ہیں کچھ قوی دل اور دلیر اسلئے حضورؐ نے اس موقعہ پر نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اور بجائے اس کے کہ زور اصحابہ کو حکم دیتے کہ ہوازن سے میرا رضاعی رشتہ ہے تم انکے اموال اور قیدی رہا کردو۔ اول تو خود ہوازن کو ہی ملامت کی کہ تم نے دیر کیوں کی اگر تم وقت پر آجاتے تو جسطرح اور عرب قبائل سے سلوک کیا گیا تھا تم پر بھی احسان کیا جاتا اور تمہارا سب مال اور قیدی تم کو مل جاتے مگر خیر اب تم اموال اور قیدیوں میں سے ایک چیز دلوا سکتا ہوں۔ اور اس فیصلہ کے آنحضرتؐ نے گویا نصف بوجھ مسلمانوں پر سے اٹھا دیا اور نصف رکھ دیا۔ کیونکہ جب ایک چیز تو انہی کے ہاتھ میں رہنے دیجائے۔ اور جب ہوازن نے قیدیوں کی واپسی کی درخواست کی تو آپنے پھر بھی مسلمانوں کو سب قیدی واپس کر دینیکا حکم نہیں دیا بلکہ کہدیا کہ جو چاہے اپنی خوشی سے آزاد کر دے۔ اور جو چاہے اپنا حصہ قائم رکھے آئندہ اللہ تعالیٰ جو سب سے پہلا موقعہ دے اسمیں اسکا حصہ ادا کر دیا جائیگا۔ اور اس طرح گو یا ان تمام کمزور طبیعت کے دمیوں پر رحم کیا جو ہر قوم میں پائے جاتے ہیں مگر ہزار آفرین ہے اس جماعت پر جو آنحضرتؐ کی تعلیم سے بنی تھی کہ آپکا ارشاد سنکر ایک نے بھی نہیں کہا کہ ہم آئندہ حصہ لینگے بلکہ سب نے بالاتفاق کہہ دیا کہ ہم نے حضور کی خاطر سب قیدیوں کو خوشی سے رہا کر دیا مگر آپنے اسپر بھی احتیاط سے کام لیا۔ اور کہہ دیا کہ پھر مشورہ کر لو ایسا نہ ہو بعض کی مرضی نہ ہو۔ اور انکی حق تلفی ہوجائے۔ اپنے سرداروں کی معرفت اپنے فیصلے سے اطلاع دو۔ چنانچہ جب قبائل کے سرداروں کی معرفت آنحضرتؐ کو جواب ملا تب آپنے غلام آزاد کئے۔ اللہ اللہ کیسی احتیاط ہے اور کیا بے نظیر تقویٰ ہے آپنے یہ بات بالکل برداشت نہ کی کہ کوئی شخص آپ پر یہ اعتراض کرے۔ کہ آپنے زبردستی ہوازن کے غلام آزاد کرادیئے اور چونکہ اس قبیلہ سے آپکا رضاعی تعلق تہا۔ اسلئے آپنے خاص احتیاط سے کام لیا۔ اور بار بار پوچھ کر قیدیان ہوازن کو آزادی دی +

تادیب النساء

مہر

اللہ تعالےٰ نے جو تمام بھیدوں کا واقف اور رازوں کا جاننے والا ہے۔ عورت و مرد کے تعلقات کو درست اور موجب راحت بننے کے لئے ان تمام جھگڑوں کے بواعث کو دور کر دیا ہے۔ جو کسی وقت مرد عورت میں ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ جن پر عمل کر کے انسان ہر قسم کے دکھوں سے بچ سکتا ہے اور پھر بھی اگر کوئی جھگڑا ہو تو یہ ہمارا اپنا قصور ہو گا نہ شریعت اسلام کا۔ کیونکہ جب مرد و عورت کے تعلقات میں کوئی کشیدگی ہو جائے۔ تو اس کا اصلی باعث کوئی ہمارا اپنا قصور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مرد و عورت کے حقوق خوب کھول کر بیان فرما دئے ہیں۔ اور عورت کے حقوق میں ایک حق مہر رکھا ہے۔

مہر ایک معین رقم کا نام ہے۔ جسکا شادی کے وقت مرد کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی بیوی کو ادا کریگا۔ اور مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے۔ کہ حتی الوسع مہر مقرر کر کے شادی کیا کریں۔ اور اگر کسی وجہ سے مہر مقرر نہ ہو سکے۔ تو شریعت اسلام کے رو سے جو مہر اس مرد اور عورت کے رشتہ داروں میں رائج ہے اسی کے مطابق مہر عورت کو دلوا دیا جائیگا۔

اسلام سے پہلے مہر کی بجائے دنیا میں یہ عجیب دستور تھا۔ کہ مرد عورت کے والدین کو کچھ رقم بطور نذر دیتا تھا۔ اور وہ لڑکی کے والدین کا حق سمجھا جاتا تھا۔ نہ لڑکی کا۔ اور اسطرح لڑکی خاوند کی لونڈی سمجھی جاتی تھی۔ مگر اسلام کو خدا تعالیٰ نے غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے اسلام نے آکر ان تجارتوں کو ناجائز قرار دیا۔ اور فیصلہ فرما دیا۔ کہ آزاد کسی صورت میں بھی نہیں بک سکتا۔ اور لڑکی کی قیمت وصول کرنا اور اسے بیچ دینا بھی اس صورت میں ناجائز ہو گیا۔ اور اسطرح عورتیں اس تکلیف سے بچ گئیں۔ جو انکو دوسری صورت میں پہنچتی تھی۔ کیونکہ جب خاوند عورت کو قیمت ادا کر کے لاتا تھا۔ تو اب اسکا یہ حق تصور کیا جاتا تھا۔ کہ اگر چاہے تو اسے فروخت کر دے۔ چنانچہ ایسے بعض قوموں میں اب تک یہ رواج ہے۔ کہ لڑکیاں فروخت ہوتی ہیں اور خاوند کو جب ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ اپنی بیوی کو فروخت کر دیتا ہے۔

بعض قوموں میں اس دستور کے بالکل الٹ دستور تھا اور وہ یہ کہ شادی کے وقت بجائے اس کے کہ دولہا دلہن کو کچھ دے دلہن کے والد کا یہ فرض ہوتا تھا کہ وہ ایک رقم دولہا کو پیش کریں اور یہ دستور بھی نہایت بے انصافی پر مبنی تھا۔ کیونکہ لڑکی کا والد ایک تو پال پوس کر پڑھا لکھا کر روپیہ پیسہ خرچ کر کے اپنی جوان لڑکی ایک شخص کے ساتھ رخصت کرے۔ اور ساتھ ہی پھر روپیہ بھی دے۔ یہ اس پر ایک زائد بوجھ تھا جسے عقل قطعاً جائز نہیں قرار دیتی۔ میں نے سنا ہے پارسیوں میں اب بھی یہ رواج ہے۔ کہ لڑکی کا والد لڑکے کو شادی کے وقت کچھ روپیہ بھی ساتھ دیتا ہے۔

مگر اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے ایک طرف تو لڑکیوں کے فروخت کرنے کی رسم کو قطعاً ناجائز اور حرام قرار دیا۔ اور کسی آزاد کو بیچ دینے اور روپیہ کے کر فروخت کر دینے سے منع کر دیا دوسری طرف عورت کے والدین کو اس زائد بوجھ سے سبکدوش کر دیا۔ کہ وہ شادی کے وقت لڑکی کے ساتھ اپنے داماد کو کچھ زر بھی پیش کریں۔ بلکہ ان دونوں رسموں اور خلاف عقل دستوروں کے بدلہ میں ایک مطابق عقل حکم دیا جسکا سمجھنا ہر ایک شخص کے لئے جو خواہ کیسا ہی سادہ لوح ہو آسان ہے اور وہ حکم مہر کا ہے۔

مہر نہ تو عورت کی قیمت ہے کہ بردہ فروشی کی رسم کا رواج ہو۔ نہ مہر کی رقم عورت کے والدین کو ادا کرنی پڑتی ہے کہ ان پر بوجھ سمجھا جائے۔ بلکہ مہر ایک رقم ہے جو اس لئے شادی کے وقت خاوند ادا کرتا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ تا عورت کے لئے ضرورت کے وقت کارآمد ثابت ہو سکے۔

مہر کے کئی فوائد ہیں۔ اول تو یہ کہ عورتوں کو بہت سی ایسی ضروریات پیش آتی رہتی ہیں۔ کہ جن کے لئے انہیں روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ خاوند سے ہر وقت سوال نہیں کر سکتیں۔ تو ایسی ضروریات کو وہ اس رقم سے پورا کر سکتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ بعض خاوند بخیل ہوتے ہیں۔ اور سوائے نہایت ضروری سامان کے عورت کی دوسری ضروریات کو پورا کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے ایسے بخیلوں کی ایذا سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مہر رکھدیا۔

تیسرے بعض دفعہ عورت و مرد میں ناچاقی ہو جاتی ہے اور اگر عورت بالکل بے بس اور بے کس ہو۔ تو بعض مرد انکے ترک کرنے پر فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں اسلئے مہر مقرر کیا گیا ہے جسکی وجہ سے طلاق کا بہت کچھ سدباب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ طلاق دیتے ہی مہر ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک شخص کے پاس کثرت روپیہ نہیں ہوتا اگر سکتے ہیں مہر کی وجہ سے طلاقوں میں بہت کمی آجاتی ہے

چوتھے خاوند کی وفات پر وہ عورتیں جنکی اولاد نہ ہو سخت مشکل میں پھنس جاتی ہیں۔ کہ خاوندوں کے رشتہ دار ان سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ مگر جب مہر کی رقم ان کو مل جائے۔ تو وہ ایسے مشکل اوقات میں اپنی گذر اوقات کر سکتی ہیں۔

غرضکہ اسلام نے مہر مقرر کرنے کا حکم دیکر۔۔۔ عورتوں پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور بہت سی ذلتوں اور مصیبتوں سے بچا لیا ہے۔

خریداران الفضل توجہ فرمائیں

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ الفضل کے خریداران کو الفضل ۔۔۔۔ کی خریداری بڑھانے کی نسبت توجہ فرمانی چاہیے اور اب پھر ناظرین الفضل کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ انسان جس کام پر کمر ہمت باندھ لے ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا پرچہ جس کی نسبت دوست و دشمن اقرار کر چکے ہیں۔ کہ خدمت اسلام کا کام خاص طور پر کر رہا ہے۔ اور قوم کی حقیقی رہنمائی میں کوشاں ہے۔ اس کی خریداری کی طرف اپنے دوستوں کو متوجہ کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ وہ کونسا انسان ہے۔ جسکا کوئی دوست نہیں۔ پھر کیا آپکے پانچ دوست بھی ایسے نہیں جو آپکی بات کو مانیں۔ اور الفضل کی خریداری منظور فرماویں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور صرف فضل سے الفضل اپنے اندر بہت سی دلچسپیاں رکھتا ہے۔ آپکا کام تو صرف اتنا ہے۔ کہ الفضل کا ایک پرچہ لیکر اپنے چند دوستوں کو دکھائیں اور تحریک کریں کہ یہ اخبار دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ اسے ایک سال کے لئے ضرور خریدیں۔ جب ایک سال کے لئے وہ خریدار ہو جائیں گے۔ اور الفضل کی خوبیوں کو اپنی آنکھوں سے مطالعہ فرمالیں گے۔ تو وہ خود اور خریدار پیدا کریں گے۔ چونکہ الفضل ابھی اپنی بالکل ابتدائی حالت میں ہے۔ اس لئے اس کے تمام بہی خواہوں کا فرض ہے۔ کہ اس کے قیام کے لئے مقدور بھر کوشش کریں۔ کیونکہ ابتدائی حالات میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ جن کا حل کرنا باہمی ہمدردی سے ہی ممکن ہے۔ واللہ معیننا۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

ایک بیہودہ منطق

ایک صاحب جو کہ اپنے تئیں سابق مولوی محمد علی قریشی حال شانتی سروپ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اخبار راجپن جلد ۳ نمبر ۳۰ کے صفحہ ۱۶ پر بسم اللہ ہی غلط کے عنوان سے کچھ اعتراضات بسم اللہ پر قائم کرتے ہیں۔ اور ان اعتراضات کی بنا پر قرآن شریف کو کلام خدا کی بجائے کلام انسان ٹھیرا تے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس آیت کی ترکیب ایک ایسی صورت پر واقعہ ہوئی ہے جس سے قرآن شریف بجائے کلام خدا ہونے کے کلام انسان ثابت ہوتا ہے۔

افسوس کہ جناب معترض دنیا کے کاروبار اور روزانہ مشاہدات سے بھی ناواقف نظر آتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ میں اپنی کور باطنی سے ایک ایسے کلام پر اعتراض کرتا ہوں۔ جس پر اعتراض کرنے سے کارخانۂ عالم درہم برہم ہوتا نظر آتا ہے۔ اگر اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا جائے۔ کہ دنیا کے کاروبار میں ایک گڑبڑ پڑ جاتی ہے۔ تو بھی معترض جس کلام کو کلام خدا سمجھتے اور ایمان لاتے ہیں۔ اس میں بھی اس قسم کی تراکیب واقع ہوئی ہیں جن سے وہ کتاب بھی انہیں اعتراضات کے نیچے آجاتی ہے۔ اور معترض صاحب کی دیانت قابلیت اور علمیت کی قلعی کھل جاتی ہے۔ سورہ فاتحہ ایک دعا ہے جو کہ انسان کو خداوند کریم نے سکھلائی ہے۔ جیسا کہ خود قرآن شریف میں وارد ہے۔ ولقد آتینٰک سبعاً من المثانی دعا خدا کی طرف سے نہیں ہوتی۔ بلکہ بندہ کی طرف سے ہوتی ہے جو کہ حاجت روائی کے لئے حضرت احدیت کو بلاتا ہے۔ اور انکی جناب میں اپنی خواہشات کو عرض کرتا ہے۔ اور ملتجی ہوتا ہے کہ میری حاجت روائی فرمائے میری تکالیف کو مبدل انعامات فرمائے۔ پس ضرور تھا۔ کہ اس میں ایسے ہی الفاظ ہوتے جن سے بندہ متکلم اور خدا مخاطب ہوتا۔ ہم مکتبوں اور سکولوں میں دیکھتے ہیں۔ کہ بچوں کو استاد جب کچھ پڑھانا شروع کرتے ہیں تو جو کچھ سکھلانا اور پڑھانا مقصود ہوتا ہے۔ وہ استاد خود کہتا ہے اور بچے سے کہلواتا ہے۔ بچہ انہی الفاظ کو جو کہ استاد کہتا ہے۔ دہراتا ہے۔ استاد سمجھ لیتا ہے کہ یہ سمجھ گیا۔ پھر اس کو خوب یاد کراتا اور بار بار کہلواتا ہے۔ تاکہ اس کے ذہن میں وہ الفاظ اچھی طرح بیٹھ جائیں اور بھول جانے کا اندیشہ نہ رہے۔ جب بچہ استاد کے سامنے آتا ہے سبق سناتا ہے استاد خوش ہوتا ہے۔ کہ سبق خوب یاد کیا ہے دیکھو جو لفظ بچہ کہتا ہے۔ وہ وہی الفاظ ہوتے ہیں۔ جو استاد اس کو سکھلاتا ہے کوئی شخص جو ذرہ بھر فہم و ذکا رکھتا ہے نہیں کہ سکتا کہ وہ بچہ کے ایجاد کردہ اور اختراع و طبع الفاظ اور فقرات ہیں بلکہ یہی کہیگا۔ کہ یہ الفاظ وہی الفاظ ہیں جو استاد نے بچہ کو سکھائے۔ اور بچے نے یاد کئے جسکا نتیجہ استاد کی خوشنودی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے بھی منی آرڈر اور ٹیلیگرام فارم تقسیم کئے ہیں۔ بلکہ مختلف عہدوں کے لئے درخواستوں کے خاص خاص مضامین مقرر کئے ہیں۔ لوگ انہی منی آرڈروں پر جو کہ گورنمنٹ نے خود بنا کر تقسیم کئے ہیں۔ رقم وغیرہ لکھ کر ڈاکخانہ میں پہنچاتے ہیں۔ اور اُن کے کاروبار انجام پاتے ہیں۔ اسی طرح ٹیلیگرام فارم ہے اور مختلف درخواستیں ہیں جن پر کہ وہ الفاظ چھپے ہوئے ہوتے ہیں جو کہ سائل کو درج کرنے چاہئیں۔ لیکن چونکہ گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ لوگ ان الفاظ کے درج کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے لہٰذا شاید وہ اس قسم کے الفاظ درج کر دیں۔ جن سے بجائے کاربراری کے ایک غلط بحث ہو جائے اور نتیجہ خراب پیدا ہو۔

اب کوئی شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ الفاظ ایسے ہیں جنسے منی آرڈر بجائے گورنمنٹ کی طرف سے سمجھے جانے کے ان لوگوں کی طرف سے سمجھے جائیں گے۔ یعنی ان کے ایجاد یا اختراع۔ نہیں وہ لفظ تمام گورنمنٹ کے ہونگے۔ ہاں انکا مفہوم وہی ہوگا۔ جو کہ لوگوں کو ادا کرنا چاہئے تھا۔ کیا درخواستوں کی مضامین کی بنا پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ گورنمنٹ خود درخواستیں کرتی ہے۔ حالانکہ وہ تمام الفاظ اور عبارتیں گورنمنٹ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ دیکھو کام ان عبارتوں سے وہی لوگ لیتے ہیں جو دستخط کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس بات کے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ چونکہ کام لوگوں کے ہی انجام پاتے ہیں۔ اس لئے وہ عبارتیں ان لوگوں کی ہی تصنیف کردہ ہیں۔ جو کہیگا یہی کہیگا۔ کہ وہ تمام عبارتیں گورنمنٹ کی ہی ہیں۔ مگر دیکھنے اور پڑھنے والوں کو وہ تمام عبارتیں سائل کی ہی طرف سے معلوم ہوتی ہیں۔ تو کیا اس سے کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ سائل کی اختراع ہیں کبھی نہیں بلکہ جو کہیگا یہی کہیگا کہ یہ گورنمنٹ کے الفاظ ہیں۔ اور اس کی ہی عبارتیں۔ اگر کوئی کہیگا بھی تو اُس کی حماقت کے سوا اور کیا سمجھا جائیگا۔

پس بسم اللہ اور سورہ فاتحہ پر اعتراض کرنا اظہار حماقت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور اپنے روزمرہ کے کاروبار واقعات و مشاہدات میں ایک گڑبڑ اور فتور ڈالنا ہے۔

جار مجرور کا جو تعلق بسم اللہ میں نکالا گیا ہے وہ خود قرآن شریف سے ثابت فرماتا ہے۔ اقرا باسم ربک الذی خلق اپنے رب کا نام لیکر قرآن شریف پڑھنا شروع کر۔ تو ضرور ہے کہ بسم اللہ کا متعلق اقراء نکالا جائے۔ اگر قرآن شریف کے سوا کسی اور موقع پر اس کا استعمال ہو۔ تو اُسی قسم کا فعل اس سے پہلے مقدم مانا جائے۔ اور وہاں اُسی کے مطابق فعل مقدر نکال لیا جائیگا۔ یہ ایک عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ اور قواعد پر اعتراض کرنا ایک ایسی حماقت ہے جسکا ارتکاب بجز آریہ لوگوں کے کسی قوم میں نہیں دیکھا۔

اگر قرآن شریف جار مجرور کے متعلق نکالنے کا قاعدہ نیا نکالتا۔ تو شاید تمہیں اعتراض کرنے کا حق ہوتا۔ لیکن جبکہ عربی زبان میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ تو پھر اس پر اعتراض کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ کل کوئی اٹھ کر کہدے۔ کہ اردو زبان میں تھا ہے کے معنے موجودہ اور تھا کے گذشتہ زمانہ کے کیوں کئے گئے۔ تو کیا معترض کو حق بجانب سمجھا جائیگا۔ زبان کے قواعد میں عقلی دلائل سے کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس زبان میں کلام کیا جا رہا ہے۔ اس کا محاورہ کیا ہے۔ ہم نے کبھی اس شخص کی تقریر یا تحریر کو قابل عزت نہیں دیکھا اور سُنا۔ جو زبان کے محاورہ سے گذر کر کسی اور طریق پر کی جائے۔ ہمیشہ وہی تقریر اور تحریر دلچسپی سے سُنی اور پڑھی جاتی ہے جس میں محاورہ زبان کو ہاتھ سے نہ جانے دیا گیا ہو۔ وہی شخص فصیح البیان سمجھا جاتا ہے۔ جو کہ محاورہ زبان کو عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا کرے۔ اور کبھی اس کی زبان سے بے محاورہ فقرہ یا جملہ نہ نکلے۔ کیا کوئی شخص اس شخص کی تقریر کو پسند کرتا ہے جو محاورہ زبان سے سروکار نہ رکھے۔ اور اپنی ڈیڑھ پاؤ کھچڑی الگ لئے پھرے۔ نہیں! ہمیشہ اس تقریر کو نفرت آمیز نظر سے دیکھا جائیگا۔ خلاصہ کلام کہ کسی زبان کے قواعد پر اعتراض کرنا بڑی جہالت و بدتمیزی پر مبنی ہے کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ وہ غلبہ ذکاوت سے کسی زبان کے قواعد پر اعتراض کرے جبکہ وہ زبان نامعلوم زمانہ سے انہی قواعد کی پابندی میں چلی آرہی ہو۔ ہمیشہ نقادان سخن اور زبان کے جوہری کسی تقریر یا تحریر کے حسن و قبح کو محاورہ زبان کے فیصلہ پر انحصار رکھتے ہیں جو فیصلہ محاورہ زبان دے۔ اور معیار قائم کرے۔ اور جو کسوٹی پیش کرے اسی پر فیصلہ دیتے۔ پرکھتے اور کستے ہیں۔ اور جو تقریر یا تحریر ان ناقدوں میں ٹھیک اور درست اُترے۔ وہی مقبولیت عام اور شہرت دوام کی سند اہل فن اور شیفتگان ادب سے حاصل کرتی ہے

اب ہم تمہیں خود وید کے بعض منتر بتاتے ہیں۔ جنمیں انسان متکلم اور خدا مخاطب ہے پھر ہم سوال کریں گے۔ کہ کیا وید پرمیشور کی کتاب ہے۔ یا انسان کی اگر وید باوجود ان منتروں کے خدا کی طرف سے اور واجب العمل ٹھہر سکتے ہیں۔ تو کیوں قرآن شریف ان آیات کی وجہ سے کلام الٰہی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پہلے پیارے آریو اپنے گھر کی فکر کرو پھر بیگانیں منہ ڈالو پھر دوسرے مذاہب کی طرف متوجہ ہو تاکہ اپنا شہتیر دیکھ لو گے پھر تمہیں حق ہوگا۔ کہ اوروں کو تنکے دکھلاؤ وید کے منتر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ رگوید۔ اے اگنی یگ جسکو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور جسکی تو ہر طرف رکھشا کرنیوالا ہے۔ تحقیقاً دیوتاؤں تک پہنچتا ہے۔ اے اگنی جسقدر تیرے سے ہو سکے اپنی نذر دینے والے کو فائدہ پہنچا وہ یقیناً تیرے ہی پاس اے انگر واپس آئیگا۔ اے اگنی ہم روز صبح و شام اطاعت کے ساتھ تیرا دھیان

ہندو و مُسلمان

(از اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

گذشتہ سے پیوستہ

اب تک جو کچھ بیان ہو چکا ہے۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس خاکدان حیرت نشان کی سطح ناہموار پر نمودار ہونے والی قوموں میں تاریخی زمانہ کی ابتداء سے بہت پہلے کا یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ جب کبھی ایک قوم دوسری قوم پر چیرہ دست ہوئی ہے تو اُس نے مغلوب کے چیرنے پھاڑنے میں کوئی کمی اور در گذر روا نہیں رکھا۔ دنیا کی درندگی و تاریکی کے اس خاک وخون میں لتھڑے ہوئے پردہ کو دور کرنے کے لئے سب سے پہلے اور سب سے زبردست جو باقاعدہ کوشش ہوئی۔ اُس کا طرّہ فخر سوائے مسلمانوں کے اور کسی کے زیب سر نظر نہیں آتا۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے مفتوح قوم کے ساتھ جس رعایت و رفق و مدارات کا سلوک کیا وہ اس مفتوح قوم کو اپنی قوم کے حکمرانوں سے بھی ہرگز دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔

اب یہ بات بھی دوستوں کے زیر توجہ لانی ضروری ہے۔ کہ اسلام نے سیر چشمی عالی حوصلگی۔ ہمدردی بنی نوع انسان کی جس ابلغ واکمل واتم طریقہ سے تعلیم دی ہے دنیا کی کسی کتاب اور کسی مذہب میں اس کی نظیر نظر نہ آئے گی۔ سورۃ بقر کے ۳۶-۳۷-۳۸ تینوں رکوع پُر غور نظر سے مطالعہ کرو۔ توریت وانجیل و ژندو استا و وید و شاستر میں کہیں اس پاک و پُر حکمت تعلیم کو اس شان سے نہ پاؤ گے۔ اسی تعلیم کا یہ اثر تھا۔ اور اسی پُر حوصلہ طرز عمل کی ورزش کا نتیجہ کسی قدر قابل اصلاح سانچوں میں ڈھل کر اسطرح ظاہر ہُوا تھا۔ کہ محمد بن قاسم نے سندھ و پنجاب کو فتح کر کے برہمنوں کو وہ اعزاز و اختیارات عطا کر دئے تھے۔ کہ اُن کا ہزارواں حصہ بھی آج کشمیر و بڑودہ و میسور و گوالیار و جے پور و جودھپور وغیرہ ہندو ریاستوں میں برہمنوں کو میسر نہیں دگر محمدؐ بن قاسم کے ساتھ جو غدارانہ سلوک ہُوا۔ اُس کو ہم خوب جانتے اور جو لوگ وقت نظر سے تاریخ کا مطالعہ کرنیوالے ہیں۔ سب پہچانتے ہیں) بغداد میں ہارون الرشید کا زمانہ دیکھو۔ اور سوچو کہ مسلمانوں کی وہ کیا علو حوصلگی اور سیر چشمی تھی۔ کہ اُن کے مجوسی النسل نوکروں سے حاتم طائی کی مبالغہ آمیز شہرت سخاوت بھی آنکھیں نیچی کر لیتی تھیں۔ اور تو اور ایک درویش کو دیکھو وہ فرماتا ہے کہ ؎

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر حافظ کے ملک اور قوم میں ذرا ذرا سی بات پر ملک نہ بخش دئے جاتے۔ تو شاید اس بیساختگی کے ساتھ اس کی زبان سے دوسرا مصرعہ نہ نکلتا۔ ہندوستان کی کثیر التعداد ہندو ریاستوں کے حالات تحقیق کرو۔ کہ کسقدر ایسی ہیں۔ جو مسلمان بادشاہوں کی ذرہ نوازی و بخشش پروری کا نتیجہ ہیں۔ پھر اُن چند مسلمان ریاستوں میں بھی جاؤ اور تلاش کرو۔ کہ کیا کوئی ایسی بھی اسلامی ریاست ہے جس کے بانی نے اپنے اور اپنی قوم کے قیمتی خون کی بہت بڑی قیمت ادا کرنے کے بعد نہ خریدی ہو۔ پھر مسلمان بادشاہوں کے درباروں کو عالم تصور میں دیکھو۔ کہ ایک شاعر قصیدہ سنانا شروع کرتا ہے۔ بادشاہ صرف اس کا مطلع سن کر حکم دیتا ہے۔ کہ اس کے چاروں طرف روپیوں کا اسقدر ڈھیر لگا دو۔ کہ گردن تک اس میں چھپ جائے۔ جب روپیوں کے توڑے آنے اور چاروں طرف چنے جانے لگے۔ تو بیٹھا ہُوا شاعر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور قد آدم روپیوں کا ڈھیر ایک شعر کے عوض لیکر گھر میں واپس آتا ہے۔ کوئی مسخرہ کسی بات پر ہنسا دیتا ہے اور اُس کے نام کوئی پرگنہ یا ضلع جاگیر میں تحدید یا جاتا ہے (میں اس بات کو مانتا ہوں۔ کہ اس قسم کی داد و دہش قابل تحسین نہیں۔ بلکہ معیوب ہے لیکن میرا مدعا صرف دلوں کی وسعت اور حوصلوں کی فراخی کی طرف اشارہ کرنے سے ہے) کوئی سپاہی ذرا دادِ مردانگی دیتا ہے اور سلطنت کا ایک معقول حصہ انعام میں حاصل کر لیتا ہے۔ اس قسم کی مثالوں سے اس ملک میں اسلامی حکومت کا کوئی زمانہ اور کوئی دور خالی نہ ملیگا۔ اور میرے اہل وطن لالہ بھائیوں یعنی نجیب آبادی ہندوؤں کو تو دور جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ جب مالن ندی پر اشنان کرنے جائیں۔ تو ذرا ندی پار اُتر کر راجہ صاحب یعنی چیف آف ساہن پور سے یہ دریافت کر لیں۔ کہ آپ کو یہ وسیع اور سر سبز و زرخیز ریاست جس بادشاہ نے اپنے اُس از گنگ تا سنگ والے مشہور فرمان کے ذریعہ عطا کی تھی۔ اُس کا نام کیا تھا؟ یقین ہے کہ وہ اُس بیچارے بیگناہ کا نام لیں گے جس کو سب سے زیادہ پانی پی پی کر کوسا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد تمام مستند تاریخوں کے مطالعہ میں آنکھوں کا تیل نکالو اور اُس تیل میں اپنی اُمید کو غوطہ دیکر دیا سلائی دکھا دو کیونکہ ایک بھی ایسی مثال نظر نہ آئیگی۔ کہ مسلمانوں کی آمد سے پہلے چار ہزار برس تک کے وسیع عرصہ میں کبھی کسی ہندو راجہ نے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ جان نثاری کے صلہ میں اپنے کسی نوکر کو ایک گاؤں بھی انعام میں دیا ہو۔ دیاتی حضرت گوتم بدھ کا سلطنت پر لات مارنا یا حضرت مہاراجہ رامچندر جی کا حکومت کی پرواہ نہ کرنا یا پانڈوں کا تارک الدنیا ہو کر کوہ ہمالہ کی گھاٹیوں میں جا کر برف میں دب جانا وغیرہ باتیں اس مقام پر ہرگز بیان نہیں ہو سکتیں۔) پس حاجت بیان نہیں۔ کہ فراخ حوصلگی اور وسعت نظر کی کس قوم سے توقع کیجائے۔ اور اسی جگہ سے بندے ماترم کے بھی لطیف معانی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اور اسی جگہ سے اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء پڑھنے والوں کا مطمح نظر بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

(باقی آیندہ)

اظہار صداقت

میں نے پچھلے دنوں اظہار صداقت کے ہیڈنگ کے نیچے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں ایک دوست کا خط نقل کر کے اسکا جواب دیا تھا۔ میرے اس مضمون پر بہت سے خطوط آئے ہیں۔ اور بہت سے دوستوں نے اظہار ہمدردی کیا ہے میں ایسے دوستوں کی ہمدردی کا یہی جواب دے سکتا ہوں۔ کہ انکے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کروں۔ کہ وہ ان کے دین کی حفاظت کرے۔ اور انہیں تقویٰ اور طہارت میں ترقی عنایت فرمائے۔ اور دین و دنیا میں انکا نگران و موید ہو۔ اللھم آمین۔ علاوہ ان خطوط کے اس خط کے جواب میں اور ان ٹریکٹوں کے جواب میں جو کسی گمنام نے شائع کئے تھے۔ میرے پاس بہت سے مضامین بھی بغرض اشاعت آئے ہیں مگر میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ انکا چھاپنا مناسب نہیں سمجھتا۔ خط کا جواب تو جو میں نے دینا تھا دیدیا ہے اس سے زائد لکھنا یا شائع کرنا میں پسند نہیں کرتا اور ٹریکٹوں کے جو جواب انصار اللہ نے بحکم حضرت خلیفۃ المسیح دئے ہیں میرے خیال میں وہی کافی ہیں۔ اور لکھ کر بات کو زیادہ بڑھانا شاید مناسب نہ ہو۔

بعض احباب نے اپنے مضامین میں نہایت لطیف باتیں بھی لکھی ہیں۔ جن کے شائع نہ کرنے پر مجھے خود افسوس ہے۔ مگر مصلحت وقت یہی چاہتی ہے کہ فی الحال اس معاملہ کو ختم کیا جائے۔ اللہ ان مضامین لکھنے والوں کی غیرت اور حمیت کا جو انھوں نے سلسلہ احمدیہ میں فساد ڈلوانے والے الفاظ پر ظاہر کی ہے بہتر سے بہتر بدلہ دے اور ان پر اپنا خاص فضل نازل فرمائے۔ آخر میں سب جماعت کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں۔ کہ یہ وقت بہت نازک ہے اور ایک گروہ اس مقصد سے دوسری طرف پھرا جا رہا ہے جسے لیکر حضرت صاحب دنیا میں آئے تھے۔ اسلئے بہت دعاؤں سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے۔ اور حقیقی احمدیت پھیلانے کی ہمیں طاقت دے۔ گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل۔

ایک عظیم الشان ترک مدبر

کامل پاشا جس نے بروز جمعہ ۱۴ر نومبر ساڑھے سات بجے صبح کو سائپرس جزیرہ کے پایہ تخت نکوسیہ میں انتقال کیا۔ اس کے متعلق ٹائمز ۱۴ر نومبر کی اشاعت میں مندرجہ ذیل سوانح بیان کرتا ہے۔ "کامل پاشا جس کی وفات سے ٹرکی کو ایک بہت بڑے تجربہ کار سیاسی آدمی کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ ۱۸۳۲ء کے قریب نکوسیہ میں پیدا ہوا تھا جو محمود مصلح کے ابتدائی ایام تھے۔ وہ اپنے وطن میں مدت تک نہیں رہنے پایا تھا۔ جس مستعدی کے ساتھ محمد علی مصر کے وسائل آمدنی کو ترقی دے رہا تھا جس کا طبعاً نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ لیاقت کے لئے کئی مواقع نکل آئے تھے۔ جس کی وجہ سے قاہرہ نوجوان ترقی خواہان ترکوں کے لئے دلکش مرکز بن گیا تھا۔ وہاں کامل چلا گیا۔ اور فوجی مدرسہ میں داخل ہو گیا۔ افسر اس کو نظر عنایت سے دیکھتے تھے۔ ایک خدیوی شاہزادہ کے ساتھ یورپ کے سفر میں اسے ساتھ ہونا پڑا۔ اور بالآخر وہ محل میں ترجمان ہو گیا تھا۔ اور ظاہراً وہ مصری خدمات میں ایک ممتاز جگہ حاصل کرنے کو تھا۔ غالباً یہی زمانہ تھا۔ جبکہ اسے یورپ کی سیاست بذریعہ جرائد مطالعہ کرنے کا شوق ہوا۔ اپنی آخری حصہ عمر میں اسکا یہ مقولہ تھا۔ کہ جزائر برطانیہ کے باہر ٹائمز کو کسی نے زیادہ باقاعدگی سے نہیں پڑھا ہوگا۔ اور نہ ہی زیادہ سالوں تک اسے اپنے سرگرم مطالعہ میں رکھا ہوگا۔ لیکن نئی روح جو محمد علی نے مصری طرز حکومت میں پھونکی تھی۔ وہ اسی کے ساتھ ہی مر گئی۔ اس کے جانشین اس کام کو جاری نہ رکھ سکے۔ جو اس نے شروع کیا تھا۔ اور نوجوان کامل آفندی نے اچھی طرح معلوم کر لیا۔ کہ اسے اپنی اعلےٰ قابلیتوں کے اظہار کے لئے ترکی سلطنت میں کوئی اور جگہ ڈھونڈنی چاہیئے۔ اس لئے وہ قاہرہ کو خیرباد کہہ کر قسطنطنیہ چلا آیا۔ اور ترکی حکومت کی خدمات میں بڑی سرعت سے ترقی کر گیا۔ ۱۸۸۵ء میں وزیر اعظم کے طور پر اس نے سلطنت کے غیر مسلموں سے نیک سلوک کرنے کی پالیسی قائم رکھنے کی کوشش کی اور دول یورپ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کے لئے کوشاں رہا۔ ہر موقعہ پر محل شاہی کی مداخلت اسے روک دیتی تھی۔ آخرکار اس نے اصلاحات کی ایک سکیم کر کے سلطان عبد الحمید کے حضور پیش کر دی۔ عبد الحمید کو اس کی آزادانہ طرز سے بہت صدمہ ہوا۔ اور کامل فوراً اپنے عہدہ سے برخاست کیا گیا۔ برطانوی سفیر کی مداخلت سے اسے زیادہ تر نتائج دیکھنے نہ پڑے۔ ۱۸۹۱ء سے لے کر ۱۸۹۵ء تک وہ بے عزتی اور خمول کی زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن موخر الذکر سال میں وہ پھر وزارت اعلیٰ کی مسند پر بٹھایا گیا۔ کامل پاشا چونکہ آرمینیا والوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ اور ان کے ایذا رسانوں کو وہ سزا دیتا رہتا تھا۔ اور یہ امر سلطان کو بہت ناگوار گذرتا تھا۔ نیز وزیر اعظم پر جس کے تقرر سے یورپ کے سیاسیوں کو دھوکا میں ڈالنا مقصود تھا۔ تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ عبد الحمید ایک آزادانہ پالیسی اختیار کرنے لگا ہے ایک بڑا بھاری الزام یہ لگایا گیا۔ کہ وہ سلطان عبد الحمید کی زندگی کے درپے ہے۔ اس لئے اس کو حلب کا والی بنا کر وہاں سے نکال دیا۔ سفرا کے اثر سے وہ حلب سے سمرنا کو بدل گیا۔ جہاں وہ اپنے تئیں زیادہ محفوظ تصور کرتا تھا۔ وہاں بہت سے سال ہا اس عرصہ میں اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ بلکہ اس کی شہرت کو اس کے بیٹے سعید کے چال چلن نے دھبہ لگا دیا تھا۔ جس کو باپ بڑی محبت سے دیکھتا تھا۔ ۱۹۰۷ء میں سلطان عبد الحمید کے پاس بہت سے شکایات لوٹ مار کے بیان کئے گئے۔ جس سے عبد الحمید کو موقعہ ہاتھ میں آ گیا۔ کہ وہ والی کو وہاں سے معزول کر دے اور کامل کو حکم دیدیا۔ کہ وہ روڈس میں جلاوطن ہو کر چلا جاوے کامل نے ایک دفعہ اور انگریزی حفاظت کی پناہ طلب کی۔ اس نے برٹش سفارت میں پناہ لی۔ اور اس کے ترک کرنے سے اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ سر جارج بارکلے نے یقین کے وسائل بہم پہنچا لئے۔ کہ ترک اس کی شخصی آزادی اور سلامتی کو نقصان نہیں پہنچائینگے۔ اس پر وہ قسطنطنیہ گیا۔ جہاں وہ ۱۹۰۸ء تک بالکل الگ پڑا رہا۔ یہاں تک ۱۹۰۸ء کی شورش نے اسکو عہدہ پر بلا لیا۔ بہتوں کو احتمال تھا۔ کہ اتنا بڑا کام ایسے آدمی سے ہونا مشکل ہے جو کہ پرانے طرز حکومت کے نیچے اپنی زندگی گذار چکا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کو چن لیا۔ کہ اس وقت جو لئے ممکن تھے۔ ان میں یہ افضل اور بہتر تھا۔ شاید معاملات بالکل صحیح طور سے جاری رہتے اگر آسٹریا۔ ہنگری اور بلگیریا چڑھائی نہ کرتے۔ ایسے موقعہ پر جبکہ سلطنت کے اندرونی انتظام میں اس کی تمام طاقتوں کو مشغول ہونا چاہیئے تھا۔ جو اجنبی حملہ آور کے برخلاف لگائی گئیں۔ اور نہ ہی اسے آزادی کے ساتھ کام کرنے دیا گیا۔ جیسا کہ وہ مناسب خیال کرتا تھا۔ کمیٹی کے ممبر نہیں چاہتے تھے کہ طاقت جو انکو ملی ہے۔ وہ دوسرے کے پاس چلی جاوے۔ ان کے مابین موازنہ قائم رکھنے کی خاطر اس نے لبرل یونین کو ابھارا۔ بدقسمتی سے یہ جماعت اگرچہ قسطنطنیہ میں بڑا نمود کرتی تھی۔ اہل ملک ان کی مدد کے لئے بالکل طیار نہ تھے اس لئے کمیٹی اور بھی متنفر ہو گئی۔ کامل چونکہ انگلستان کی طرف زیادہ راغب اور مائل تھا۔ اس لئے اس کے بہت سے دشمن ہو گئے تھے۔ اور وہ اس سے آزاد ہونا چاہتے تھے۔ اور اس کو عہدہ سے برطرف کرنا چاہتے تھے۔ بدقسمتی سے ایڈورڈ گرے کی تار نے جو اس نے سلطان کے نام ارسال کی تھی۔ جس میں گرانڈ وزیر کی بہت تعریف تھی۔ ترکوں میں اور بھی کھلبلی مچا دی۔ اور ان کے ہاتھ میں ایک حجت آ گئی۔ کہ دول عظمیٰ اس بات کو ناپسند کرینگی۔ کہ ایک حکومت کو کیوں اتنا اقتدار دیا جاتا ہے +

باوجود ان تمام باتوں کے پارلیمنٹ نے کامل کا بڑا عمدہ استقبال کیا۔ جو دسمبر ۱۹۰۸ء میں جمع ہوئی تھی۔ اور اس کی حکومت کے متعلق باتفاق رائے اور بڑی مستعدی سے ووٹ دی کانفیڈنس پاس کیا گیا۔ فروری ۱۹۰۹ء میں اس کی کمیٹی سے ان بن ہو گئی۔ اور اس نے کوشش کی۔ کہ کمیٹی کے ساتھ کوئی پالیسی کرے۔ وہ تدبیر ناکام رہی۔ اور کامل ایک سال سے زیادہ کے لئے پولیٹیکل زندگی سے بالکل الگ رہا۔ پھر کامل گرانڈ وزیر ہو گیا۔ جبکہ غازی مختار نے استعفا دیدیا۔ جنگ بلقان شروع ہونے سے قریباً ایک ہفتہ پہلے ان تباہیوں کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ جو جنگ بلقان میں ہوئیں جب بلغاریہ چتلجہ کے پاس آن پہنچے۔ تو کامل کو ایک عارضی صلح کی ایسی شرائط پر اتفاق کرنا پڑا تھا۔ جو کہ ٹرکی کے موافق نہ تھیں اس نے بڑی کوشش کی کہ صلح کی شرائط میں کچھ تغیر و تبدل ہو جاوے جو کہ اتحادی پیش کر رہے تھے۔ مگر قوم کی بڑی کونسل کے بعد جو ۲۲ر جنوری ۱۹۱۳ء کو منعقد ہوئی تھی۔ یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ اس نصیحت کو قبول کرنے پر تھا۔ جو کہ دول کے مجموعی نوٹ میں تھی۔ کیونکہ وہ اور مدافعت کرنے سے زیادہ سلامتی کی راہ تھی۔ تاہم وہ ہتھیار ڈالنے کی ذلت سے بچایا گیا۔ ۲۳ر جنوری کو وہ ایک پالیسی ضرب کے ذریعہ سے معزول کیا گیا جو کہ طلعت بے اور انور بے کی سازش کا نتیجہ تھا۔ اس کا دوست اور اس کا رفیق ناظم پاشا بہت بری طرح سازش کنندگان نے مار ڈالا۔ لیکن کامل پاشا سلامتی سے مفرور دانہ ہو گیا۔ اور جہاں سے وہ اپریل اپنے وطن سائپرس میں چلا گیا۔ اس کی صحت خراب ہو چکی تھی۔ اور غالباً وہ اس بات سے راضی تھا۔ کہ کمیٹی نے اس کے ہاتھ سے وہ کام لے لیا ہے۔ جس کے وہ خود ذمہ دار تھے +

خطبۂ جمعہ

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
ولما جاءہم کتاب من عند اللّٰہ مصدق لما معہم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللّٰہ علی الکٰفرین ۔ الخ

انسان میں ایک مرض ہے۔ جس میں یہ ہمیشہ اللہ کا باغی بن جاتا ہے۔ اور اللہ کے رسول اور نبیوں اور اس کے اولوالعزموں اور ولیوں اور صدیقوں کو جھٹلاتا ہے۔ وہ مرض عادت۔ رسم و رواج اور دم نقد ضرورت یا کوئی خیالی ضرورت ہے۔ یہ چار چیزیں میں نے دیکھا ہے۔ چاہے کتنی نصیحتیں کرو جب وہ اپنی عادت کے خلاف کوئی بات دیکھیگا۔ یا رسم کے خلاف یا ضرورت کے خلاف تو اس سے بچنے کیلئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کریگا میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ ان کو کسی برائی یا بد عادت سے منع کیا جاوے۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم کتنی نیکیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ بد عادت ہوئی تو کیا۔ معلوم ہوتا ہے وہ بدی انکو بدی ہی نہیں معلوم ہوتی۔

انبیاء اور خلفاء اور اولیاء اور ماموروں کی مخالفت کی یہی وجہ ہے قرآن کریم آیا اور اُس نے ان کی کتابوں کی تصدیق کی۔ اور وہی پہلے لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔ مگر جب قرآن شریف آیا کفروا بہٖ انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ فلعنۃ اللّٰہ علی الکٰفرین تو اللہ سے وہ بعید ہو گئے۔ ایک آدمی جب جھوٹ بولنے لگتا ہے تو پہلے تو مخاطب کو کہتا ہے۔ کہ میری بات کو جھوٹا نہ سمجھنا میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں۔ میں تو جھوٹے کو لعنتی سمجھتا ہوں۔ مگر ہوتا دراصل وہ خود ہی جھوٹا ہے۔ بئسما اشتروا بہٖ انفسہم یہ بہت بُری بات ہے۔ وہ اللہ کا انکار کرتے ہیں صرف بغاوت کی وجہ سے۔

داؤد و سلیمان کا انکار کیا اور ان کی مخالفت کی۔ اس وجہ سے ان پر لعنت پڑی اور وہ تتر بتر ہو گئے۔ ہسپانیہ میں اللہ کی مخالفت ہوئی ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ صرف عمدہ عمدہ کتابیں لیجانیکی اجازت دیگئی۔ مگر ان کتابوں کے تینوں جہاز جو انھوں نے بھرے تھے۔ بمعہ آدمیوں کے غرق کر دئے گئے۔

بغداد میں احکام الٰہی کا مقابلہ کیا گیا۔ تو ان کا نام و نشان اٹھا دیا۔ لہم دار السلام عند ربہم کے تفاول پر اس کا نام دار السلام رکھا گیا تھا۔

عیسائیوں نے مسیح کی مخالفت کی۔ انکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اور ان پر غضب پر غضب نازل ہُوا۔ ان کی کتاب میں لکھا تھا۔ کہ اگر تم آخری نبی کو مان لوگے۔ تو تم کو اجر ملیگا۔ اور تم کو نجات دی جاویگی مگر انھوں نے نہ مانا۔ اس لئے ان کو عذاب مہین ہو گا۔

واذا قیل لہم اٰمنوا بما انزل اللّٰہ اور جب انکو کہا جاوے کہ اس کتاب کو مانو۔ جسکو اللہ نے اتارا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں ہم اس کو مانتے ہیں جو ہمارے اوپر اتاری گئی۔ حالانکہ وہ بھی ایک حق ہے۔

فرمایا اگر تم اس کو ماننے والے ہوتے۔ تو تم نبیوں کا مقابلہ کیوں کرتے۔ وہ اگر کہیں کہ ہم انکو نبی نہیں سمجھتے۔ تو فرمایا۔ کہ موسیٰؑ بھی تو توحید لائے تھے۔ تم نے ان کا کیوں انکار کیا۔ اور ان کے پیچھے بچھڑا بنا لیا۔ اور اگر وہ کہیں کہ موسیٰؑ چلے گئے تھے۔ ہمیں غلطی لگ گئی۔ فرمایا۔ واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور کہ ہم نے تم سے پکا عہد لیا تھا جس کو تم نے توڑ دیا۔ اچھا۔

اگر تم عاقبت کو اپنے لئے سمجھتے ہو۔ تو لڑائی میں اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ آؤ لڑائی کر کے دیکھ لو۔

یہ لڑائی کو کبھی پسند نہیں کرینگے۔ کیونکہ یہ اپنی کرتوتیں جانتے ہیں۔ اور یہ بہت لمبی لمبی عمریں چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کو ہزار ہزار سال کی عمریں دیجاویں۔

کشمیر میں میں نے دیکھا ہے۔ کہ دعا دیتے وقت یک صد و بست سال عمر کہتے ہیں۔ اور ایرانی ہزار سال بزی۔ اور پنجابیوں نے تو حد ہی کر دی۔ یہ کہتے ہیں۔ رب کرے توں لکھ سو وریاں جیوندا رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ عمریں کس کام کی ہیں لمبی عمر ہو جانے سے انسان دوزخ سے نہیں بچ سکتا۔ واللّٰہ بصیر بما تعملون اللہ تو تمہارے اعمال کا واقف ہے۔ ان رسموں۔ عادتوں اور دم نقد ضرورتوں اور خیالی ضرورتوں کو اللہ کے نام پر قربان کر دو۔ یہ کیا چیز ہیں شہوت والا کیا کر سکتا ہے۔ ہم نے طب میں دیکھا ہے۔ طب والوں نے اس کے لئے اوسط ۲۵ پچیس منٹ رکھی ہے صرف ۲۵ منٹ کی خاطر خدا کو ناراض کر دینا۔

بد معاملگیاں ترک کر دو۔ وقت کو ضائع نہ کرو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

انسان کی جبلت اور خلقت صاف بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خاص کام کے لئے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے انسان کو احسن اور عمدہ تقویم میں پیدا کیا ہے۔ ایک تو مسئلہ ارتقا کا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس سے مستنبط ہو سکتا ہے انسان کو اللہ تعالےٰ نے بڑا حسن عطا فرمایا ہے۔ انسان کی خوبصورتی اس بات میں آ سکتی ہے کہ یہ کارخانہ عالم پر حکومت کر رہا ہے۔ ہاتھی کو انگوٹھے سے یہ چلاتا ہے شیروں سے شکار یہ کرواتا ہے۔ دریاؤں کو اس نے چیر پھاڑ کر ان کے پانی کو اپنے کام لگایا ہے پہاڑوں کو اڑا کر صاف راستے اس نے بنائے ہیں۔ سمندروں کو باہم اس نے ملایا ہے۔ خاکنائے سویز اور پانامہ کو دیکھو۔ کہ کتنی زمین اڑا کر دو سمندروں کو باہم بغلگیر کر دیا ہے۔ دریاؤں کو دریاؤں سے ملا کر اپنے جہاز رانی کے ذریعہ تبادلہ اسباب کے وسائل بہم پہنچائے ہیں۔ انسانی اعضاء اور حصص کو اُس نے چیر پھاڑ کر سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ قطب شمالی اور قطب جنوبی کے بھیانک بیابانوں کو تاخت و تاراج کیا ہے۔ غرضکہ کوئی فن نہیں جس میں انسان نے اپنا کمال نہ دکھایا ہو۔ الہیات میں اللہ تعالےٰ نے بڑھ بڑھ کر انسان دنیا میں پیدا کئے ہیں۔ آنحضرت سید ولد البشر صلے اللہ علیہ وسلم خاتم کمالات انسانیہ دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ غلط بات ہے کہ انسان بندر سے ترقی کر کے بنا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اور اس نے اس کو اسی حسن تقویم میں پیدا کیا ہے۔ اور تمام اشیاء کو اس کی زیر حکومت کر دیا ہے۔ ہاں انسان اللہ تعالےٰ کے افضال اور نعماء سے مختلف حالات میں آ کر نطفہ بنا۔ پھر ماں کے بطن میں رہ کر ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ وہاں وقت پر باہر آ گیا الم نخلقکم من ماء مہین فجعلنٰہ فی قرار مکین الیٰ قدر معلوم فقدرنا فنعم القادرون ویل یومئذ للمکذبین کیا ہم نے تم کو ذلیل پانی میں نہیں پیدا کیا پس اس کو ہم نے مضبوط قرارگاہ میں رکھا۔ اور ایک مقررہ اندازے تک وہاں رکھا۔ ہم نے اندازہ لگایا ہم کیسے ہی عمدہ اندازہ لگانے والے ہیں۔ ہلاکت ہو ان لوگوں کے لئے جو ان باتوں کو جھٹلاتے ہیں پس انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہئے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو انسان اس غرض کو پورا نہیں کرتے۔ ان کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ ثم رددنٰہ اسفل سافلین الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت فلہم اجر غیر ممنون پھر ہم نے انسانکو اسفل سافلین میں منتقل کر دیا مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جو ایمان لاتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کے مطابق اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ عصر میں بیان فرمایا ہے پس انسانکو کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ وہ اپنے خالق مالک رب العالمین کو راضی کرے۔ اور اسکے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرے تاکہ وہ اسکا اس دنیا میں آنا لغو اور عبث ثابت نہ ہو جاویگا۔ سو قرآن شریف کے نزدیک انسان وہ ہے جو انسانیت میں کمال پیدا کرے کوئی ادنیٰ بات اپنے میں ایسی پیدا نہ ہونے دے جو انسانیت کے منافی ہو۔ ایمان میں کمال پیدا کرے۔ اور اس کے موجب اعمال صالحہ بجالائے۔

+ + + + + + + + + + + +

ضروری اطلاع

جو احباب جلسہ پر تشریف لائیں گے ۔ ان کی خدمت میں التماس ہے ۔ کہ حضرت اقدس کی تمام تصانیف دفتر الفضل سے ملسکتی ہیں ۔ علاوہ ازیں حضرت اقدس کا کتب خانہ اب دفتر الفضل میں ہے ۔ دفتر الفضل سے ہر قسم کی کتاب مل سکتی ہے +

(مینیجر)

خریداران الفضل

کی خدمت اقدس میں قبل ازیں کئی ایک دفعہ نمبر خریداری کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ نمبر خریداری کا یاد ہونا نہایت ہی ضروری ہے ۔ اب پھر عرض کرتا ہوں ۔ کہ ہر ایک خریدار کو نمبر خریداری ضرور اور بالضرور یاد ہونا چاہیئے

(مینیجر)

ایک ضروری اشتہار

جن احباب کے پاس تصدیق براہین احمدیہ موجود ہو ۔ اور وہ اس کو فروخت بھی کر سکیں تو ان کو حضرت خلیفۃ المسیحؑ کا تاکیدی حکم ہے کہ بقیمت بصیغہ ویلیو پی ۔ ایبل حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس روانہ کر دیں ۔ اگر چند احباب اس کتاب کو بقیمت روانہ کر دینگے ۔ تب بھی لیلی جاوینگی +

خاکسار سید محمد احسن

قادیان ۔ دارالامان ۔ ضلع گورداسپور

چشمۂ معرفت

یہ بے نظیر کتاب حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں لکھی ہے ۔ آریوں نے جو اصول کسی مذہب کی صداقت کے لئے مقرر کئے ہیں ان پر ایک سیر کن بحث کی ہے اور آریہ مذہب کے عقاید کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ہے ۔ اور آخر میں سکھوں کے گورو کے اصل مذہب کی ..... طرف توجہ دلائی ہے ۔ اور اس میں ایک طالب حق کے لئے کافی دلائل جمع کر دئے ہیں ۔

قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

مرہم عیسیٰ

ہر قسم کے زخموں ۔ چوٹوں ۔ پھوڑوں ۔ پھنسیوں ۔ بواسیر وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے ۔ یہ وہی مرہم ہے جو حواریوں نے حضرت مسیح کے زخموں کے لئے تیار کی تھی ۔ ہر گھر میں ایک ڈبیہ کا رہنا ضروری ہے ۔ قیمت چھوٹی ڈبیہ ۱۲/ بڑی ڈبیہ ۱۲/ +

قادیان کے آریہ اور ہم

یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو آیات بینات سے پُر ہے اس میں حضور نے بعض اپنی پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کیا ہے ۔ اور اس میں ایک نہایت لطیف نظم بھی ہے +

(قیمت ۳/)

براہین احمدیہ حصہ پنجم

جسکا دوسرا نام دعوت الحق بھی ہے ۔ اس کتاب میں حضور مغفور علیہ السلام نے مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دئے ہیں اور زلزلہ کی پیشگوئی کی تشریح فرمائی ہے ۔ اور سورۃ مومنین کی ابتدائی آیات کی عجیب و غریب تفسیر ہے جس میں حضور نے احمدی سلسلہ کا تصوف دکھایا ہے دو بلے چوڑے قصیدے بھی ہیں ۔ جو معارف و حقائق قرآنیوں سے مملو ہیں +

قیمت صرف ۱۲/ ۲

خلافت احمدیہ

بجواب اظہار حق نمبر اول انجمن انصار اللہ نے شائع کیا ہے ۔ جس میں یہ بات ثابت کر دی گئی ہے کہ خلیفہ اللہ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے ۔ انسان کا اس میں کچھ دخل نہیں ۔ جو لوگ اس کے یا خلافت مسیح سے انکاری ہیں ان کے واسطے یہ مسئلہ بہت اچھی طرح سے بلکہ واضح طور سے حل ہو گیا ہے ۔ قرآن کریم و احادیث اور حضرۃ مسیح موعود کی کتب سے حوالجات درج کر کے دندان شکن جواب دیا گیا ہے ۔ یہ رسالہ ہر ایک کے پاس ہونا نہایت ضروری ہے رفاہ عام کے واسطے اس کی قیمت بہت کم رکھی گئی ہے ۔ صرف ۱/ آنہ کے ٹکٹ آنے پر رسالہ مذکور ملسکتا ہے +

اظہار حقیقت

بجواب اظہار حق نمبر ۲ ۔ انجمن انصار اللہ نے شائع کیا ہے ۔ جن احباب نے اظہار حق نمبر ۲ پڑھا ہے ان کے واسطے نہایت ضروری ہے ۔ کہ وہ اظہار حقیقہ کا مطالعہ فرما دیں ۔ اس کی خوبیاں پڑھنے پر معلوم ہونگی قیمت ۱/ یعنی دو نوں ٹریکٹ ۲/ کے ٹکٹ آنے پر ملسکتے ہیں +

حقیقۃ الوحی

اس کتاب میں جو بہت بڑے حجم کی ہے حضور نے سچے اور جھوٹے الہام میں مابہ الامتیاز بتایا ہے ۔ اور اپنی کئی سو پیشگوئیاں شواہد کے ساتھ مشرح و مفصل ارقام فرمائی ہیں جس کو پڑھ کر ایک مومن کا ایمان تازہ ہوتا ہے ۔ اور منکر علیہ پر حجت برہنہ قائم ہوتی ہے +

قیمت صرف للعہ/

ست بچن

اس کتاب میں حضور نے گورو نانک صاحب کا مذہب اسلام ثابت کیا ہے ۔ اور اس کے لئے ان کے اشعار سے اور چولہ سے اور اس قسم کے دیگر شواہد سے کافی ثبوت بہم پہونچایا ہے قیمت ۱۱/ + (یہ تمام کتابیں مینیجر الفضل سے طلب کریں)